SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, March 10, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي مِن
تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٩﴾ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا
سَلَامٌ ۚ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ ۞ وَلَوْ يُعَجِّلُ
اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُم بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِينَ
لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا
لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ
مَّسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ
مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ
نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٣﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِن بَعْدِهِمْ لِنَنظُرَ
كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کو پروردگار ان کے ایمان کی وجہ سے ایسے (محلوں کی) راہ دکھائے گا (کہ) ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ (جب وہ) ان میں (ان کی نعمتوں کی دیکھیں گے تو بے

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, March 10, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي مِن
تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٩﴾ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا
سَلَامٌ ۚ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ ۞ وَلَوْ يُعَجِّلُ
اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُم بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِينَ
لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا
لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ
مَّسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ
مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ
نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٣﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِن بَعْدِهِمْ لِنَنظُرَ
كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کو پروردگار ان کے ایمان کی وجہ سے ایسے (محلوں کی) راہ دکھائے گا (کہ) ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ (جب وہ) ان میں (ان کی نعمتوں کی دیکھیں گے تو بے

ساختہ) کہیں گے سبحان اللہ اور آپس میں ان کی دعا سلام علیکم ہو گی۔ اور ان کا آخری قول یہ ہو (ہو گا) کہ خدائے رب العالمین کی حمد (اور اس کا شکر) ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

میڈم ڈپٹی چیئرمین: مہر خداداد خان لک ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۹ مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے لہٰذا انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب فتح محمد خان صاحب ذاتی وجوہات کی بنا پر مورخہ ۵/ اور ۸/ مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے لہٰذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: مخدوم محمد جاوید ہاشمی وزیر مملکت برائے خصوصی تعلیم و سماجی بہبود نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری کام سے ملتان میں ہیں لہٰذا ۱۰/ مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

سید تسنیم نواز گردیزی وزیر مملکت برائے صحت نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری کام کی وجہ سے لاہور میں ہیں اس لئے مورخہ ۱۰/ تا ۱۲/ مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

چوہدری شجاعت حسن نے اطلاع دی ہے کہ وہ ضروری سرکاری کام کی وجہ سے ۱۰/ مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

اب جناب ایجنڈا آئیٹم نمبر ۲ اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب۔

POINT OF ORDER; RE : SUSPENSION OF QUESTION HOUR

جناب منظور احمد گچکی: پوائنٹ آف آرڈر جناب میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ قواعد کے مطابق مجھے کوئی ایسا رول دکھایا جائے کہ جس کے ذریعہ سے question hours

suspend کئے گئے ہیں جبکہ میرے خیال میں کوئی ایسا rule موجود نہیں ہے اس رول اینڈ پروسیجر میں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: بڑے دنوں کے بعد یہ خیال آیا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: یہ روایت ہے یہ ہو چکی ہے بات۔

جناب منظور احمد لچکی: نہیں ہو چکی ہے بات کیسے ہو چکی ہے؟ آپ رول بتائیں کہ یہ کیسے معطل کئے گئے ہیں؟

جناب محمد طارق چوہدری: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جی جناب طارق صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری: محترمہ! اس چیز پہ پہلے اس ایوان میں بحث ہو چکی ہے، بحث کے بعد باقاعدہ رولنگ آ چکی ہے اور رولنگ کے بعد اب مزید اس کے لئے کوئی ضرورت نہیں رہتی کہ اسی موضوع پہ دوبارہ بولا جائے اور یہ بجائے خود پچھلے ۵ سال کی اس ایوان کی روایت بھی بن چکی ہے۔

جناب منظور احمد لچکی: آپ روایت پہ چلیں جی، آپ روایت پہ چلیں۔ آپ نے اس رول اینڈ پروسیجر کو فریم کیا ہے اس کے مطابق چلنا چاہئیے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: میں آپ کو بتاتی ہوں جی یہ نمبر ۳۳ بی نکالیں۔

It reads ;

"Other business of a formal character like laying of reports or documents excluding Adjournment Motions may be transacted on such day before the Senate commences or continues the discussion on the Address."

جناب منظور احمد لچکی: جی بالکل جی پڑھ لیا جی۔ سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایڈجرنمنٹ موشن اس میں ہے اور اس میں question hours کا بھی mention ہوتا ہے وہ چونکہ نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: یہ formal character آپ پڑھیں ناں۔

جناب منظور احمد گچکی :فارمل کیریکٹر میں جب ایڈجرنمنٹ موشن دیا گیا ہے تو question hour کو کیوں نہیں دیا گیا ہے؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین: فارمل کیریکٹر کو آپ دیکھیں اس میں سارا بزنس آجاتا ہے جی۔ تشریف رکھیں، اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب۔

FURTHER DISCUSSION OF THE PRESIDENT'S ADDRESS

اخونزادہ بہرہ ور سعید :بہت بہت نوازش جناب۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: لیکن بہرہ ور سعید صاحب مجھے امید ہے کہ آپ مجھے بار بار کہنے کا موقع نہیں دیں گے اور کوشش کریں گے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب آپ نے صحیح فرمایا۔ میں انشاءاللہ concise رہوں گا۔ میں آپ کا قیمتی وقت ضائع کرنے کی کوئی سعی نہیں کروں گا اور مجھے توقع ہے کہ ایک خاتون ہو کر آپ فراخدلی سے کام لیں گی اور مجھے زیادہ موقع دیں گی کہ میں عرض کر سکوں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

برف کی کشتی بنا کر کہہ دیا کہ اے بشر
آگ کے دریا سے اب اس کو گزرنا چاہئیے

جناب یہ وہی چیز ہے جو آپ مجھے فرماتی ہیں۔ میں نے کل اپنے ملک کے تعلیمی نظام پر کچھ گزارشات پیش کی تھیں۔ کچھ محدود گزارشات ابھی باقی ہیں۔ لیکن اس ایوان کو اچھی طرح معلوم ہے اور پاکستان کے عوام کو بھی معلوم ہے کہ ہمارے ہاں دو ایسے افراد خیمہ زن ہو گئے ہیں۔ ایک کا نام لارڈ میکالے ہے۔ جس نے اس تعلیمی نظام کا ڈھانچہ رکھا اور اتنا پختہ رکھا کہ اس کے بعد پاکستان کے پینتالیس سال میں ان کے حلقہ بگوش جتنے اس ملک سے گزرے تعلیم کی پالیسی کا تو وہ اعلان کرتے رہے کہ تعلیمی پالیسی آئے گی لیکن تعلیم کے ڈھانچے میں ردوبدل ہرگز نہیں ہوا۔ ہاں ایک چیز ہوئی تھی۔ طبقاتی سکول کھولے گئے۔ اس ملک میں طبقاتی فرق اور زیادہ کر دیا گیا۔ فیسیں بڑھائی گئیں اور چھوٹے چھوٹے بچوں پر

کتابوں کا ڈھیر لاد دیا گیا۔ تاکہ وہ پڑھنے کے قابل نہ ہوں صرف بوجھ سکول سے گھر تک لے جایا جائے۔ تو جناب اس قوم کے ساتھ یہ بہت ظلم ہے۔ اگر کسی چیز کی بھی ضرورت پاکستان میں، تبدیلی کی، ابتدائی تبدیلی کی، تعلیمی ڈھانچے کی تبدیلی کی، نہیں ہو سکی تو اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ یہاں پر ایسا طبقہ حکمران ہے جو نہیں چاہتا کہ اس ملک کے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور وہ آگے جا کر ترقی کریں اور اچھے عہدے سنبھالیں۔

جناب میں نے ایک نام لیا، لارڈ میکالے کا۔ اس کی فیلڈ تعلیم ہے۔ اور ایک دوسرا بندہ بھی یہاں آیا ہے اس کا نام میکائیل ہے۔ وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہوتا ہے۔ یہ دونوں افراد اس طرح سے ہم پر چھائے ہوئے ہیں کہ ایک نے پالیٹکس کو اپنے پنجے میں جکڑ دیا اور ایک نے تعلیم کو اپنے پنجے میں جکڑ لیا۔ ہمارے پاس رہا کیا؟ ایک میکالے اور ایک میکائیل۔ جناب مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ایک سیاسی جماعت جو اپنے آپ کو کہتی ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم ٹکٹ پر جنت دیتے ہیں۔ وہ اس پر فخر کرتے ہیں کہ ہمارے پاس سٹریٹ پاور ہے۔ کاش اس پر فخر کرتے کہ ہمارے طلباء کی انجمنیں تعلیم یافتہ ہیں۔ وہ زیادہ تعلیم کی شوقین ہیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس سٹریٹ پاور ہے۔ سٹریٹ پاور تو ہر جگہ سے لائی جا سکتی ہے۔ ہر جگہ پیدا کی جا سکتی ہے۔ اور ہم نے تو سٹریٹ پاور کو آزمایا ہے۔ اور پھر بھی انشاءاللہ وقت آئے گا تو ہم آزما لیں گے۔ لیکن میری اتنی گزارش ہے کہ خدارا اس ملک پر رحم کیجئے۔ یہ ملک آپ کا نہیں ہے۔ یہ ملک ہم نے حاصل کیا تھا۔ آپ کو اجازت دی ہے، رحم کیا ہے کہ آپ آجائیں آپ یہاں ڈیرے ڈال دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب سید عبداللہ شاہ صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

Syed Abdullah Shah : An honourable Minister is occupying the seat of the Leader of the House. I think this is not in order.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: وہ بات کر رہے ہیں۔ مولانا عبدالستار نیازی صاحب بات کر رہے ہیں۔ یہ لیڈر آف دی ہاؤس کی جگہ ہے۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید : یہ لیڈر آف دی ہاؤس کی جگہ ہے تو عبداللہ شاہ صاحب کو کیا اعتراض ہے۔ کیا وہ خود یہاں آنا چاہتے ہیں، خدا نہ کرے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بہرہ ور سعید صاحب تقریر تک محدود رہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : اب میں کیا کروں وہ ہمیشہ اٹھ کر اس طرح میری تقریر کو..... اب آپ کہیں گی کہ میرے دو منٹ گزر گئے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وہ تو آپ ویسے ہی گزار رہے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں عرض کر رہا ہوں جناب کہ تعلیمی طریقہ کار کے علاوہ میں تعلیمی درسگاہوں کی طرف بھی جناب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آج کل تعلیمی درسگاہیں نہیں ہیں یہ جنگی آماجگاہیں بنی ہوئی ہیں۔ وہاں پر کلاشنکوف کی حکومت ہے۔ وہاں پر بموں اور راکٹ لانچروں کی حکومت ہے۔ اور ہر ایک سیاسی پارٹی اس پر فخر کرتی ہے کہ میں نے اتنے طلباء کو trained کیا۔ میں نے اتنے طلباء کو اسلحہ مہیا کیا۔ اور میرے طلباء نے اتنے طلباء کو قتل کر دیا۔ اس میں مسلم لیگ ہرگز شامل نہیں ہے۔ مسلم لیگ کوئی ایسا کام نہیں کر سکتی جو پاکستان کے مفاد میں نہ ہو۔ پیر صاحب قطعاً فیصلہ سن لیں کہ مسلم لیگ ایسا نہیں کر سکتی۔ سوچ نہیں سکتی مسلم لیگ۔۔۔۔۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: رحیم مندوخیل صاحب یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ تشریف رکھیں جی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: مندوخیل صاحب، اس جماعت کو آپ بھی جانتے ہیں، اس جماعت کو میں بھی جانتا ہوں۔ اتنی نشاندہی کرتا ہوں کہ اس جماعت نے پاکستان کی مخالفت کی۔ اب بھی وہ پاکستان دوستی کے لبادے میں پاکستان کی مخالفت کرتی ہے۔

جاب عبدالرحیم خان مندوخیل: آپ اس کا نام لیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جنرل ضیاء الحق شہید اعظم تھے۔ وہ ایک بہادر جرنیل تھے۔ وہ

ایک نیک انسان تھے۔اس نے پاکستان کو اسوقت بچایا جب بھٹو ازم پھیل رہا تھا۔

سید عبداللہ شاہ : کوئسچن۔ کوئسچن۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : تو جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان کو رحم کرنا چاہیے۔ اگر یہ ہمارے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں تو قابلیت میں کریں۔ کرتے ہیں تو درسگاہوں میں یہ بتائیں کہ کتنی انہوں نے ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ جعلی نہیں۔ نقلی نہیں۔ یہ آج ان کا لیڈر ایم ایس سی میتھ پاس کرتا ہے تو دوسرے دن وہ ایم اے فلاسفی میں داخل ہو جائے گا۔ وہی لیڈر تیسرے کسی اور میں داخل ہو جائے گا۔ یہ سلسلہ بند ہونا چاہیئے۔ ان کو اس قوم پر اس ملک پر رحم کرنا چاہیئے۔ اس پر فخر نہیں کرنا چاہیئے۔ جناب میں اس کی مثال کے لئے پھر آپ کو اپنے ضلع دیر میں واپس لے جاتا ہوں۔ وہاں اس جماعت کی ویسے unofficially دس بارہ سال سے حکومت ہے۔ اور وہاں پر سکولوں کی وہ حالت ہے کہ کسی کی چھت نہیں ہے تو کسی کی دیوار نہیں ہے۔ میں نے کل سنایا تھا کہ ان کے استاد اتنے قابل ہیں کہ چین سے بیٹھنے کو کہتے ہیں چین میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا میں سینٹرل حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں کہ وہاں پر ہماری صوبائی حکومت میں کیا کہوں وہ نہ ہیوں میں نہ شیوں میں۔ جناب والا! میری گزارش اس میں یہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں پرامن ماحول پیدا کرنا چاہیئے۔ جو جماعت اس کی ذمہ دار ہو اس پر پابندی لگائی جائے تعلیمی اداروں میں کسی طلباء تنظیم کی اجازت نہ ہو اور اس کا کورس تبدیل کیا جائے۔ اور اگر ہو سکے تو مکتب سکول کی طرح ڈبل شفٹ کی جائے اور زیادہ لوگوں کو تعلیم دی جائے۔ اور اس کے متعلق جو کالجوں میں بنایا ہے کسی زمانے میں کسی نے کہا تھا۔

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

تو ان کالجوں پر یہ سیاسی پارٹیاں فخر کرتی ہیں کہ ہمارے اتنے وہاں پر غنڈے ہیں۔ ہماری اتنی وہاں کلاشنکوف ہیں۔ جناب والا! ہمارے ہاں کئی میڈیکل کالج ہیں۔ ان کی ڈگریاں بنتی بھی ہیں۔ پاس بھی ہوتے ہیں۔ ڈگریاں بکتی بھی ہیں۔ سلسلہ جاری ہے۔ ہر سال ہم یہ سنتے ہیں

کہ آج ہم نے اتنے ڈاکٹر بھرتی کیے۔ ان کو تعلیم دلائی۔ یہ بھی سنا جاتا ہے کہ ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ اتنے ہزار فی کس ڈاکٹر ہیں لیکن ہمارے کافی نوجوان ڈاکٹر آج کل بیروزگار ہیں۔ اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہے۔ میں نے بیرون ملک یہ دیکھا ہے۔ میں ایک ملک میں باہر نکلا۔ مجھے گلے کی دوائی کی ضرورت تھی۔ میں بڑے بڑے سٹوروں میں گیا۔ انہوں نے کہا ہمیں prescription دکھایئے۔ come on Sir, with prescription میں نے کہا prescription میرے پاس نہیں ہے۔ کہتے ہیں sorry we can't issue اور یہاں کی دکانوں پر دیکھیں دوائیوں کی بھرمار ہے۔ بغیر لائسنس کے fake کارخانے بنتے ہیں۔ اس میں اس محکمے کا پورا حصہ ہے۔ اگر اس کا حصہ نہیں ہے تو یہ بند کیوں نہیں کیا جاتا۔ آج ایک قسم کی گولیوں پر پابندی لگائی جاتی ہے دوسرے دن وہی گولیاں پھر بازار میں آجاتی ہیں۔ آج ایک injection کے بارے میں کہتے ہیں یہ time barred ہے دوسرے دن وہی انجکشن پھر آجاتے ہیں۔ ہسپتالوں میں کوئی پوچھتا نہیں ہے۔ جو مریض سفید کپڑے پہن کر ہسپتال جاتا ہے تو کمپوڈر اس کو کہتا ہے تم یہاں کیا کرتے ہو یار، جاؤ کلینک میں، دو سو روپے دے دو وہاں تمہارا علاج ہو جائے گا۔ دکھی انسانیت کی خدمت کرنے والے ڈاکٹروں سے یہ توقعات ہیں اور حکومت دیکھ رہی ہے۔ ہماری حکومت دیکھتی ہے۔ اب یہ کہیں گے یہ تو ہمارا مسئلہ نہیں ہے یہ صوبائی حکومت کا ہے۔ صوبائی حکومت کس کی حکومت ہے۔ صوبائی حکومت بھی تو آپ ہی کی ہے بھائی۔ آپ پالیسی بناتے ہیں خدا کے واسطے یہ پالیسی کب بنائیں گے۔ یہ پالیسی تو یحییٰ بختیار صاحب اور مجھے بٹھائیں ہم چوبیس گھنٹے میں بنادیں گے لیکن وہ اس لئے قابل قبول نہیں ہو گی کہ ہم سچ لکھیں گے باقی تو لکھ ہی نہیں سکتے۔ تو جناب، یہ جو دوائیوں کی بھرمار ہے اس پر پابندی لگایئے۔ کیمسٹوں کی دکان پر پابندی لگایئے۔ کیمسٹوں کی دکان وہ دکان ہو کہ جب تک پریسکرپشن نہ ہو وہ دوائی ایشو نہ کریں اور فیسوں کی طرف توجہ دی جائے۔ اگر ڈاکٹر صاحبان بڑی بڑی فیسیں لیتے ہیں تو پھر وہ کالج چھوڑ دیں، کلینکس کھولیں۔ پرائیویٹ ہسپتال کھولیں۔ بڑا اچھا ہو جائے گا۔

مریضوں کو بھی آرام ہو جائے گا اور ان کو بھی سکھ آ جائے گا۔ اس واسطے اس فیلڈ میں بڑی ضرورت ہے اور پھر قومی آمدنی کا کتنے فیصد صحت پر خرچ کرتے ہیں۔ وہ میں نہیں جانتا شاید ۲ فیصد ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا انہوں نے بہت اچھا فرمایا کہ آج کل چیزیں بھی بہت زیادہ ہو گئی ہیں اور جعلی ادویات بھی ملتی ہیں تو کیا اخونزادہ صاحب یہ پسند کریں گے کہ گنڈوں اور تعویزوں سے کام لیا جائے اور زیارتوں پر جایا جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر ریحان صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے، تشریف رکھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: تو جناب ہمارے بجٹ میں ہمیں ۸ء۰ فیصد علاج معالجے کے لئے بارہ کروڑ کے انسانوں کے لئے دیا جاتا ہے۔

Mr. Yahya Bakhtiar : Don't quote zero' it is 8.5.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اس میں میرے لئے یحییٰ بختیار صاحب کوئی فرق نہیں پڑتا ۸ء۰ ہو گیا یا ۸۵ء۰ ہو گیا مگر آٹھ نہیں ہے ہاں ۸۵ء۰ ہے تو یہ اس ملک کے لئے باعث شرم ہے، ہمیں اس پر افسوس کرنا چاہئیے اور ہم یہ جو اتنا روپیہ خرچ کر کے بارہ، اٹھارہ سڑکیں مسلسل چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان بارہ اٹھارہ سڑکوں کو کم کر کے یہاں آ کر ان غریبوں پر وہ پیسہ لگایا جائے تو بہتر ہو گا۔ تو اس میں جناب میری گزارش یہی ہے کہ بڑی عجلت سے، بڑی تزی سے جو ہمارا سالانہ بجٹ ہے اس پر خرچ ہونا چاہئیے۔ یہ جو باہر دورے کئے جاتے ہیں ان کو کم کرنا چاہئیے۔ یہ جو ٹی اے اور ڈی اے وصول کئے جاتے ہیں ان کو کم کر دیا جائے اور اس محکمے پر اگر زیادہ خرچ کیا جائے تو اس کی بھی بہتری ہو گی، عوام کی بھی بہتری ہو گی اور ملک کی بھی بہتری ہو گی ورنہ یہ جو ہم کہتے ہیں یہ ایسے لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کی ایک کوشش ہے۔

اب جناب والا میں اس ملک کی معاشی پالیسی پر کچھ کہنا ضروری سمجھتا ہوں ہم ہر روز

پڑھتے ہیں کہ اتنا خسارہ ہو رہا ہے۔ چاول ایک آئٹم تھا جس پر ہم کمائی کر سکتے تھے۔ اس کی بھی بازار میں اب وہ مانگ نہیں ہے۔ کپاس کی بھی حالت بہتر نہیں ہے اور اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی اور اس طرح سے ایک نئی چیز شروع کی گئی ہے جس کا کہ فی الحال اچھا نتیجہ بر آمد ہوا ہے جس کو پرائیویٹائزیشن کہتے ہیں۔ یہ ایک اچھا اقدام ہے طویل المیعاد یعنی آٹھ، دس سال میں میرا اندازہ ہے اس کے نتائج بڑے اچھے اور حوصلہ افزا نکلیں گے لیکن اس کے بعد کیا ہو گا اور قلیل المعیاد پالیسی کیا ہو گی لیکن میں چونکہ معاشیات کی زیادہ تفاصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ بہتر پالیسیاں بڑے طریقے سے چلتی ہیں Decentralization ہو گیا deregulation ہو گیا۔ اچھے اچھے اقدام کئے گئے لیکن جناب چیئرمین صاحب، میں ایک چیز پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں یہ اتنی نج کاری جو ہو گی، اتنے کارخانے جو بکیں گے اور پرائیویٹ لوگوں کے ہاں جائیں گے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ میرا صوبہ کیا کرے گا۔ میرے صوبے کو کیا ملے گا۔ کوئی مجھے یہ بتائے، فیڈرل گورنمنٹ کا کوئی نمائندہ مجھے یہ بتائے کہ فرنیٹئر کو اس میں کیا ملے گا۔ بلوچستان کو کیا ملے گا۔ سندھ کا مجھے پتہ نہیں۔ اتنی پرائیویٹائزیشن آپ کرتے ہیں ہمیں کیوں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ یہ سارا پیسہ پھر کہاں لگایا جائے گا۔ میرے صوبے کا کون سا ضلع ہے کہ جس کی نشاندہی کی گئی ہے کہ یہاں یہ کارخانے لگائے جائیں گے۔ وہاں تو چند کارخانے ہیں، وہ بھی اگر آپ پرائیویٹائزیشن کریں گے تو یہ صوبہ کہاں جائے گا۔ کس طرح سے یہ کریں گے اور یہی بلوچستان کی حالت ہے۔ اس واسطے اس پر اتنا فخر تو ہونا چاہیئے کہ نج کاری سے پیسے ہمارے بہت آ رہے ہیں۔ ہم دوسرے ممالک سے قرض نہیں مانگیں گے لیکن کب تک۔ اس پرائیویٹائزیشن کی ترجیح طویل المعیاد منصوبہ بندی ہونی چاہیئے اور اس میں میرا صوبہ اور پھر خاص کر میرا ڈویژن مالاکنڈ ڈویژن اس کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمیں اتنا ہی حصہ ملنا چاہیئے جتنا کہ کراچی کو ملے۔ کراچی والے خوش ہو رہے ہیں۔ بھئی اتنا بڑا خرچہ جب آپ اتنی چیزوں پر کرتے ہیں۔ اتنے پیسے جب کماتے ہیں، جس چیز کی ہمیں اشد ضرورت ہے وہ

ہے بندر گاہوں کی۔ کراچی کے علاوہ ہمیں تین چار بندر گاہیں اور چاہئیں۔ اس کی طرف توجہ کیوں نہیں دی جاتی۔ یہ سارے پیسے جو موٹروے پر خرچ ہوں گے یہ پیسے ان پر کیوں نہیں خرچ کیئے جاتے۔ اس لئے ہوش کی بات یہ ہے کہ ٹھیک ہے جلدی کرنا چاہئیے۔ جوانی ہے، خواہشات ہیں، بڑے بڑے منصوبے ہیں، مگر یہ بھی دیکھنا چاہئیے کہ اس ملک کی ضروریات صرف موٹروے نہیں ہے اس میں سب سے زیادہ اولین ترجیح جو ہے وہ تین چار بندر گاہوں کی ہونی چاہئیے۔ اگر ہم نے وسط ایشیا کو entertain کرنا ہے۔ ہم نے اور دوسروں کو کرنا ہے۔ ہم نے اپنی تجارت میں بر آمد و در آمد کو بڑھانا ہے تو ہمیں خاص کر اس طرف توجہ دینی چاہئیے۔

اب یہ پرائیویٹائزیشن کے حصے میں سے ہمیں ہمارا حصہ، کارخانے جو یہ invest کریں گے یا بینکیں جو بنائیں گے۔ ایک بینک سے ایک خیبر بینک بنایا اس میں بھی تعمیر وطن کے پیسے۔ ایک وزیر صاحب ہے تعمیر وطن کے پیسے وہاں اپنے اکاؤنٹ میں جمع کر کے سود وہ کھا رہا ہے۔ پیسے ہمارے جمع کر دیئے۔ میرے بھائی غلام دستگیر صاحب یہ تعمیر وطن کے پیسے جو آپ نے بھیجے ہیں، وہاں کا جو وزیر مال ہے، وہ کسی بڑے کا داماد ہے۔ سارے پیسے اس نے اپنے اکاؤنٹ میں جمع کر دیئے ہیں۔ سود وہ کھاتے ہیں suffer میں کر رہا ہوں۔ ہم نے جو منصوبے بنائے ہیں وہ پڑے ہوئے ہیں۔ ایک جماعت کی کوشش ہے کہ یہ Money release نہ ہو تاکہ آئندہ جو بلدیاتی انتخابات آرہے ہیں اس میں ان کے پاس جو پیسے آئے ہوئے ہیں بلدیات کو توڑنے کے باوجود بھی ان کو پیسے دیئے گئے ہیں کہ تم پیسے خرچ کرو تاکہ وہ پیسے ہمارے خرچ نہ ہوں۔ اس واسطے غلام دستگیر خان صاحب آپ خدا کے واسطے اس کی طرف توجہ دیجئے اس وزیر کو کہیئے.....

جناب غلام دستگیر خان: پوائنٹ آف آرڈر، میں محترم و معزز ممبر صاحب کی انفارمیشن کے لئے ایک بات عرض کر دوں کہ کسی شخص کو کوئی حق نہیں ہے کہ پرائیویٹ اکاؤنٹ میں پیسہ رکھے۔ وہ پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ کے پاس پیسے ہیں۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ

ابھی وہاں تعمیر وطن کا کام شروع نہیں ہوا لیکن یہ بات غلط ہے کہ پرائیویٹ اکاؤنٹ میں پیسے جمع ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جناب، اخوانزادہ بہرہ ور سعید صاحب آپ جاری رکھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب پرائیویٹ بینک میں گئے تو اس کا سود اسی کے پاس جارہا ہے۔ اس بندے کو میں کہتا ہوں کہ خدا کے بندے تم فرنٹیئر کے نہیں ہو۔ تمہیں کیا حق ہے یہاں، چلے جاؤ، جناب غلام دستگیر خان صاحب اگر آپ نے تعمیر وطن کروانی ہے تو اس شخص سے یہ پیسے لے کر وہاں ایجنسیز کو دے دو تاکہ تقسیم ہو کر کام شروع ہو ورنہ وہ جماعت اور وہ لوگ جو ہیں وہ hand in glaves ہیں وہ یہ کام کرنے نہیں دیں گے۔

جناب اب میں اس سے اگلی آئٹیم پر آتا ہوں یہ حقیقت ہے کہ ہم بجلی میں بہت ہی deficient ہیں اور ہمیں اپنے وسائل ڈھونڈ کر بڑھانے چاہئیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ میرے ڈویژن دیر مالاکنڈ میں تین دریا بہہ رہے ہیں تینوں دریاؤں میں بہت پانی ہوتا ہے۔ ان پر چھوٹے چھوٹے ڈیم بن سکتے ہیں۔ اس میں چھوٹے چھوٹے بجلی گھر بن سکتے ہیں۔ ہم اتنی بجلی پیدا کر سکتے ہیں کہ پھر ہمیں اس بجلی کی ضرورت نہیں ہوگی لیکن وہاں کمیشن بڑا مشکل ہے۔ کمیشن چونکہ نہیں ملے گا اس لئے ہمیں نظر انداز کیا جارہا ہے۔ ہاں اب ہمارے متبادل نیوکلیئر ایک چیز ہے اور ہماری نیوکلیئر پالیسی بالکل صحیح ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اس حکومت کی نیوکلیئر پالیسی بالکل جنرل صاحب کی طرح مضبوط ہے اور اس پر اچھے طریقے سے قائم ہیں۔ اس میں اگر کوئی خلل آتا ہے تو اس سے ملک کو نقصان ہوتا ہے۔ ہم اپنے پرانے دوستوں کو اچھی طرح ذہن نشین کرواتے ہیں کہ بھائی ہم وہی کام کریں گے جو ہمارے ملک کے مفاد میں ہوگا۔ اگر نیوکلیئر انرجی کو استعمال کر کے ہم فوجی نقطہ نگاہ سے کسی قابل بن سکتے ہیں تو ہم ضرور کریں گے۔ ہم کسی کی نصیحت پر کان نہیں دھریں گے اور

انشاءاللہ ہمیں ضرور کرنا چاہیئے۔اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے اور اس پالیسی پر ہمیں ڈٹ کر آگے بڑھنا چاہیئے۔

جناب والا! ایک مسئلہ جو آئین میں بڑے زور شور سے ہے اس کے بڑے بڑے chapter ہیں شیڈول میں بھی پراونشل اٹانومی ہے۔ یہ پراونشل اٹانومی وہی سبجیکٹ ہے جس کے تحفظ کے لئے یہ سینٹ create کر کے الیکٹ ہو کر آیا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر ایک صوبے سے بلا لحاظ رقبہ کے بلا لحاظ آبادی کے یہاں پر ۱۹/۱۹ اراکین ہیں۔ ایک صوبہ چاہے آبادی کے لحاظ سے جتنا بڑا ہو، خدا اسے اور ترقی کی منزل پر ڈالے لیکن ہمارے پاس ایک صوبہ رقبے میں بھی بڑا ہے اور ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں۔ فرنٹیئر والے، بلوچستان والے، ہماری طرف بھی توجہ دینی چاہیئے، اس ملک کی دولت سب کی دولت ہے۔ اس میں سب کا برابر کا حصہ ہونا چاہیئے۔ یہ جو فیڈرل اور کنکرنٹ لسٹ ہے۔ میں نے پیپلز پارٹی کا منشور تو پڑھا ہے۔ اپنے منشور میں مجھے اتنا زیادہ نہیں ملا۔ اس میں ان کا تو یہ دعویٰ تھا کہ ہم کنکرنٹ لسٹ ختم کر دیں گے۔ میں اس موجودہ گورنمنٹ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہو سکے تو وہ یہ کنکرنٹ لسٹ کو ختم کر دے، ابھی abolish کرے۔ جتنی residual پاورز ہیں وہ صوبوں کو ملنی چاہئیں۔ جناب صوبوں کا جو موجودہ وجود ہے یہ بھی economically صحیح نہیں ہے، اس پر نظر ثانی ہونی چاہیئے۔ میری تجویز یہ ہو گی کہ ہر ایک موجودہ ڈویژن کو صوبے کا درجہ دیا جائے۔ ترکی جو ہم سے آبادی میں بھی کم ہے اور وسائل میں بھی کم ہے۔ اس میں ۶۳ صوبے ہو سکتے ہیں تو پاکستان میں بارہ کروڑ آبادی کے باوجود اور کتنے لاکھ اس کا رقبہ ہے تو یہاں چار سے زیادہ صوبے کیوں نہیں ہو سکتے۔ افغانستان میں اگر ۳۰ صوبے ہو سکتے ہیں تو یہاں کیوں نہ ہوں۔ ایران میں بھی اس سے زیادہ ہو سکتے ہیں تو ایسی کئی مثالیں موجود ہیں یہ نہیں ہے کہ ہم لکیر کے فقیر کی طرح ہیں۔ اگر کوئی ہزارہ کے لئے الگ صوبہ مانگ سکتے ہیں تو میں مالاکنڈ ڈویژن کے لئے بھی الگ صوبے کا مطالبہ کرتا ہوں۔ تو جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ایڈمنسٹریٹو یونٹ چھوٹے

ہوں گے تو ایڈمنسٹریشن صحیح طریقے سے چلے گی اور یہاں پر وہ تکالیف نہیں ہوں گی۔ ایک شخص جو کوہستان سے چل کر پشاور آجائے یا بلوچستان سے چل کر وہ لاہور چلا جائے یا کراچی چلا جائے اس لئے بہتر ہو گا کہ س پر نظر ثانی کی جائے۔ قبائل جو ہیں ان کو ایک پانچویں صوبے کا درجہ دیا جائے۔ یہ بہت بہتر ہو گا، وہ آپس میں بھی اکھٹے ہو جائیں گے۔ صوبائی حقوق ان کو مل جائیں گے۔ وہاں ان کو اپنی صوبائی اسمبلی مل جائے گی۔ ان کو اور چیزیں ملی جائیں گی۔ ان کے ساتھ جو مظالم روا رکھے جا رہے ہیں۔ ایک خدا تو اوپر ہے اور نعوذ باللہ ایک ناخدا ایجنسی میں پولیٹکل ایجنٹ کی شکل میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس سے ان کو چھٹکارا مل جائے گا تو بہتر ہو گا کہ اس کی طرف خاص توجہ دی جائے۔

صدر صاحب کی تقریر میں، میں نے بہت سے مسائل کا تذکرہ دیکھا مگر میں نے دیکھا کہ زراعت پر ان کی تقریر میں کوئی خاص پورشن نہیں تھا۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ ہمارا کیا ہمارے لینڈ لارڈوں کا یہ دعویٰ ہے کہ زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہئیے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا آیا یہ زراعت وہ زراعت ہے جس کا لینڈ لارڈ میرے ساتھ ہاؤس میں بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا آدمی وہاں کام کرتا ہے۔ وہ ہے یا کوئی اور چیز ہے۔ اس کو کیوں انڈسٹری ڈیکلیئر نہیں کیا جاتا اس میں فائدہ ہو گا، اس کو انڈسٹری ڈیکلیئر کیا جائے۔ وہی مفادات اس کو بھی دے دینے چاہئیں۔ جو انڈسٹری کو حاصل ہیں اور پھر وہی ٹیکسز ان سے بھی وصول کیئے جائیں جو کہ انڈسٹری سے وصول کئے جاتے ہیں۔ اس میں ان کا بھی فائدہ اور ہمارا بھی فائدہ ہے۔ جناب اس میں ایک خاص چیز جو میں پھر کہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں میرے کچھ دوست پھر ناراض ہو جائیں گے۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ پاکستان کی ساری زمین یہ مفتوحہ علاقہ ہے۔

آوازیں: کوئسچن، کوئسچن۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: کراس ٹاک نہ کریں پلیز۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: مجھے پہلے سے پتہ تھا کہ کہاں سے کوئسچن آئے گا۔ آپ کی

شاید میری طرح زمین نہیں ہے۔ جناب یہ زمین خدا کی ہے۔ شریعت میں ہوا، پانی، زمین پر کسی کی ملکیت نہیں ہے ورنہ یہاں بہت علماء بیٹھے ہوئے ہیں۔ اٹھ کر میری تردید کر سکتے ہیں۔ میں بلا خوف تردید کہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت جب فتوحات ہوئیں۔ جھگڑا اٹھا، آخر فیصلہ اس پر ہوا جو زمین کو کاشت کرے گا وہ اس کا مالک ہو گا۔ اصل مالک سٹیٹ ہو گی، وہ مزارعہ کو دے گی یہ ایک ایسا موضوع ہے کوئی اس پر بحث کرنے کے لئے تیار ہو تو میں چیئر سے درخواست کرتا ہوں اس کے لئے چند دن مخصوص کرے، ہم اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جو زمین یہاں پر ہے.....

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ جو کچھ فرمارہے ہیں شرعی نقطہ نگاہ سے زمین کی تین قسمیں ہیں۔ ایک عشری ہے۔ ایک خراجی ہے۔ تیسرا جیسے آپ نے فرمایا یہاں کی جو زمین مغلوں کے دور اور بعد سے یہ مفتوحہ رقبہ تھا اور یہ ساری امت کے لئے ہے۔ انگریز نے پھر یہ کیا کہ لوگوں کو جاگیریں دیں۔ In lieu of military service مغل دیتے تھے وہ جاگیر بن جاتی تھی لیکن وہ سرکار کی ملکیت ہیں۔ انگریز کا دور آیا تو پھر انگریز نے اس میں رد و بدل کیا۔ شرعی نقطہ نگاہ سے وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں یہ جو عشری اور خراجی۔ خراجی وہ ہے جو غیر مسلم سے وصول کی جاتی ہے۔ عشری وہ ہے مسلمان جو عشر دیتا ہے۔ باقی رقبہ جو ہے وہ سرکاری ہے وہ مغلوں کے زمانے میں جاگیریں In lieu of military service ملیں۔ وہ تنخواہ تھی وہ ان کے لئے زمین نہیں تھی۔ یہ جو انگریز نے کیا یہ اس نے غلط کیا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب محمد علی ہوتی صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ جہاں تک صوبہ سرحد اور بلوچستان کی اراضیات کا تعلق ہے یہ مدت مدید سے اسلام سے قبل قبائل کی ملکیت تھیں۔ اس کو کسی طاقت نے فتح نہیں کیا بلکہ ہم مغلوں کے ساتھ بھی لڑتے رہے۔ جب اکبر نے دین الٰہی قائم کیا تو اس کے خلاف یوسف زیئوں نے بغاوت کی۔ بیریل ہمارے خلاف بھیجوایا گیا۔

اس کو بونیر میں قتل کیا گیا۔ پھر اس کے بعد زین خان کو بلایا گیا۔ زین خان کو بھی منہ کی کھانی پڑی۔ وہاں کی جائیدار کسی حکومت کی نہیں ہے۔ نہ مغلوں کی نہ ہمارے جو پختون کنگ تھے ان کی جائیداد ہے بلکہ جب شیر شاہ سوری نے ہمایوں کو شکست دے کر ہندوستان میں حکومت بنائی تو اس کو بھی ہمارے لوگ خان کہا کرتے تھے۔ اس کو کسی نے بھی بادشاہ تصور نہیں کیا تھا۔ تو جہاں تک صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کی اراضیات کا تعلق ہے، یہ قبائل کی ملکیت تھیں اور پھر پختونوں نے من حیث القوم اسلام قبول کیا۔ محترمہ دو قوموں نے اسلام من حیث القوم قبول کیا، ایک ترک ہیں اور دوسرے پختون ہیں اور یہ دونوں حنفی ہیں لہٰذا ان زمینوں کے متعلق question ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آیا یہ مغلوں کی زمینیں تھیں، انہوں نے جاگیریں دی تھیں یا سکھوں کی تھیں یا انگریزوں کی تھیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ چیئرمین صاحبہ، میں اس حد تک محمد علی خان صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہماری زمینیں جو تھیں، وہ انہی لوگوں کی تھیں، عوام کی تھیں۔ اس میں شیخ ملی نے تقسیم ایسے قبائل کی بنیاد پر کی کہ یہ تمام قبائل کی مشترک تھی لیکن ایک بات انگریزوں کے دور میں ہوئی کہ انگریزوں نے وہی زمین جو قبائل کی مشترک تھی، نوابوں اور خانوں کو انعامات میں دی۔ اصل مسئلہ یہ ہے۔ یہ ہوا ہے اور آپ ریکارڈ پر دیکھ سکتے ہیں۔

جناب محمد علی خان: بالکل غلط ہے۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ عبدالرحیم مندوخیل صاحب آپ نے بات کرلی ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس کے لئے چند دن مخصوص کئے جائیں تاکہ ہم اس پر بحث کر سکیں۔

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: سرداروں کو انعامات میں زمینیں دی گئیں۔ غاصبانہ قبضہ کیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ کی بات ہو گئی ہے آپ نے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے۔ شکریہ۔ آپ مہربانی کر کے خواہ مخواہ پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھائیں۔

میر عبدالجبار: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میر صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

میر عبدالجبار : آپ کی مہربانی، میں عرض کرتا ہوں کہ جو مسئلہ زیر بحث تھا وہ یہ تھا کہ زمین کسی کی ملکیت نہیں ہوتی، جیسے اخوانزادہ صاحب نے فرمایا۔ تو پھر.....

Madam Deputy Chairman : Order in the House please.

میر عبدالجبار: جب یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہوئی تو پھر اس کا کوئی اور مالک نہیں ہو سکتا۔ جس طرح مولانا صاحب نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فرمایا ہے، تو پھر عشری زمینیں کہاں سے آئیں عشر کا نظام تو ان لوگوں پر عائد ہوتا ہے جو اراضی کے مالک ہوں ورنہ عشر کے نظام لانے کا کیا مطلب۔ میں نے یہی گزارش کرتا تھا۔

میاں محمد زمان: پوائنٹ آف آرڈر۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : محترمہ!

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میاں زمان صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر، آپ تشریف رکھیں، اب اس پر مزید بحث نہیں ہو گی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : محترمہ، آپ گھڑی کو دیکھیں، کتنا وقت ضائع ہو گیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ نے خود ہی اس موضوع کو چھیڑا ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد زمان : میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زمانہ جہالت میں جو بھی قوانین تھے

لیکن جب لوگ اسلام لے آئے اور اسلام کے ضابطہ حیات کو قبول کر لیا، تو پھر اس کے بعد وہ اسلام کے قوانین کے تابع ہوئے اور اسلام کے اندر جاگیر داری کا کوئی تصور نہیں ہے، زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، اس پر اس کا حق ہے جو اس پر ہل چلاتا ہے، یہ ایک سیدھا سادا اصول ہے، اور اس اصول کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

چوہدری عبدالغفور: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: چوہدری عبدالغفور صاحب۔

چوہدری عبدالغفور: محترمہ چیئرمین صاحبہ، یہ ایک طویل بحث ہے لیکن یہ بات صحیح ہے کہ کچھ لوگوں کو تو انگریزوں نے سروسز کے بدلے میں زمینیں دی یا کچھ ان لوگوں کو دیں جو وطن کے مفاد کے خلاف، ملک کے مفاد کے خلاف کام کرتے ہیں، ان خدمات کے اعتراف میں انگریزوں نے زمینیں دیں۔ کچھ ریاستوں میں نواب صاحبان جو ہوتے تھے، وہ زمین دے دیتے تھے کسی بات پر خوش ہو کر۔ کچھ لوگ ان کو لڑکیاں بھیج دیتے تھے ڈولے میں رکھ کر، ان کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ خوش ہو کر ان کو اتنی زمین دے دی جائے۔ کچھ لوگ ان ریاستوں میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے ایسے ہی زمینیں دبالی ہیں اور قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہ بات واقعی صحیح ہے کہ قبضہ ان کا ہے لیکن زمین ان کی نہیں ہے۔ اسی طریقے سے وہ زمینیں بغیر کسی حق کے کھا رہے ہیں اور جاگیر دار بنے ہوئے ہیں۔ یہ بات کچھ ریاستوں کی تھی۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس زرعی مسئلہ کے بارے میں کسی حد تک مولانا صاحب نے تصحیح کر دی ہے کہ زمین پر جو کاشت کرتا ہے، وہی اس کا مالک ہوتا ہے۔ مختلف اقسام کی زمینیں ہیں، اس مسئلہ پر مزید بحث کی ضرورت ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: پھر یہ آپ کسی مناسب وقت پر اٹھائیں یا جو معزز اراکین اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں وہ اٹھائیں۔

چوہدری عبدالغفور: تاکہ ریاستوں میں نوابوں نے جو زمینیں دی تھیں ان پر بھی کچھ روشنی پڑے کہ وہ زمینوں کے کس طرح مالک ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بہرہ ور سعید صاحب پلیز، اب آپ اس issue میں نہ پڑیں، بلکہ اس پر کوئی علیحدہ موشن لے آئیں۔ میں اب آپ کو زیادہ ٹائم نہیں دے سکوں گی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : یہ وقت جو ضائع ہوا ہے، اسے تو آپ میرے وقت سے کاٹ دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ نے خود ہی مسئلہ چھیڑا تھا۔ آپ اب اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب محمد ابراہیم خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ابراہیم خان : محترمہ کچھ ہماری بات بھی سنیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ تشریف رکھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : محترمہ، یہ ایک فقہی مسئلہ ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور خواہش ہے کہ اس ملک میں شریعت نافذ ہو تو ہم اتنا نہیں جانتے کہ

(عربی)

اس سے بات ہی صاف ہو جاتی ہے۔ یہ زمین کسی کی ہو سکتی ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں۔ میں اپنے الفاظ کو دوبارہ دھراتا ہوں اور میرے پاس اس کا بہت ثبوت ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ ایک بات کو repeat نہ کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں چاہتا ہوں کہ تین چار دن یہاں اس مسئلہ پر بحث ہو، وڈیروں نے کیسے زمینیں لیں اس پر بحث ہو۔ میں اس پر بحث کرنے کے لئے تیار ہوں بمعہ ان ملاؤں کے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بہرہ ور سعید صاحب آپ اپنی تقریر کی طرف آئیں۔ یہ بات ایک دفعہ decide ہو گئی ہے اس کے لئے علیحدہ وقت دیا جائے گا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ زمین پاکستان کے لئے واقعی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ یہ وہی زمین ہے جب اس سے سارے ہندوستان کو غلہ سپلائی کرتے تھے، اب کیا وجہ ہے کہ ہم گندم دوسرے ملکوں سے منگواتے ہیں۔ اس میں قصور ان لوگوں کا ہے، ان خانوں کا ہے، ان وڈیروں کا ہے، ان زمینداروں کا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب یہ صوبہ سرحد کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ یوسف زئی کہاں سے آیا۔ یوسف زئی کا قبیلہ کہاں سے آیا۔ یہ پہلے سے یہاں نہیں تھا بلکہ یہ غوڑہ مرکئی سے آیا تھا۔ اس نے اس ملک پر قبضہ کیا، اس سے پہلے ایک اور قوم تھی۔ پھر ایک اور قوم آئی، یہ جھگڑے ہوئے۔ یہ جناب ان کی اپنی ذاتی جائیداد نہیں تھی۔ شیخ ملی تھا۔ یعنی کتنے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کی جائیداد، پختونوں کی جائیدار کا فیصلہ کون کرتا ہے جو ہندو سے شیخ ہو گیا۔

جناب محمد علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ He was a Pakhtoon, he was not a Hindu. It is wrong وہ بزرگ تھے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نو پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نو پوائنٹ آف آرڈر۔ تشریف رکھیں۔

جناب شہزاد گل : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نو پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد ابراہیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نو پوائنٹ آف آرڈر۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ کیا یہ ہو رہا ہے۔

جناب محمد علی خان: محترمہ، ان کی انفارمیشن غلط ہے۔ یہ ہماری توہین ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اگر میری انفارمیشن غلط ہے تو ٹھیک ہے، یہ غلط سہی۔

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ انہوں نے توہین کی ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں اس بات پر نہیں جھگڑتا، شیخ ملی اگر شیخ نہیں تھا تو چلو یہ "خویش" تھا۔ اب بات ختم ہو گئی۔

(مداخلت)

جناب شہزاد گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شہزاد گل صاحب تشریف رکھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب میں مانتا ہوں کہ وہ شیخ ملی نہیں تھا، شیخ چلی تھے یا جو بھی تھے، وہ ایک بڑے آدمی تھے۔

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ تشریف رکھیں، مندوخیل صاحب، بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ تشریف نہیں رکھ رہے ہیں اور میں بار بار آپ سے درخواست کر رہی ہوں۔ اخونزادہ صاحب، آپ بات اس طرح نہ کریں اور ایسی باتوں پر نہ جائیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: دیکھیں جناب، یہ ملک جو ہے یہ ان وڈیروں کے لئے نہیں ہے یا ان خانوں کے لئے نہیں ہے بلکہ پاکستان کے عوام کے لئے ہے۔ زمین جو کاشت کرے گا زمین اس کی ہو گی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب اب وقت آیا ہے میں وزیراعظم صاحب سے درخواست کرتا ہوں.....

ایک معزز رکن: آپ ہمارے پاس آجائیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب، میں آپ کے پاس کیوں آؤں بلکہ آپ میرے پاس آ جائیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

آپ میرے ساتھ آجائیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نو کراس ٹاک۔ بہرہ ور سعید صاحب، اتنا ٹائم نہیں ہے کہ میں آپ کو ہر بات کے جواب کے لئے اتنا ٹائم دوں۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میرے پاس، محترمہ، یہ دیکھیں، کتنے کاغذات پڑے ہوئے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ کراس ٹاک نہ کریں، بلکہ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اچھا جی، میں اپنی تقریر جاری رکھتا ہوں۔ تم لوگوں نے تو ۱۹۷۲ء میں لینڈ ریفارم میں ساری زمین واپس لے لی۔ آپ ان باتوں کو چھوڑیں بلکہ انصاف کریں۔ کوئی مجھے اسلام میں absentee land lordism کے متعلق بتادے تو میں جرمانہ کے طور پر، میری جو دو کنال زمین ہے، اسے بخش دوں گا۔ اسلام میں absentee land lordism کوئی نہیں ہے۔ اس لئے محترمہ میں حکومت سے پہلے اقدام کے طور پر مطالبہ کرتا ہوں کہ زمین پر زرعی ٹیکس لگائیے۔ اس پر ٹیکس ہونا لازمی ہے۔ absentee land lord کو ختم کریں۔ زمین اس کو دے دیں جو اسے کاشت کرتا ہے اور ان سے عشر نہ لیں بلکہ خراج لیں۔ مولانا صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے لیکن اس وقت مدینہ شریف میں زمین تھوڑی تھی، جس پر عشر تھا، باقی زمینیں جو تھیں وہ مفتوحہ علاقہ ہو گئیں یہ سارے کے سارے بھی مفتوحہ ہو گئے، اور یہ زمین جرنیلوں کو دی گئیں، پھر فوجی جرنیلوں سے واپس لی گئیں یہ بہت لمبی تاریخ ہے۔

ایک معزز رکن: میں اسے چیلنج کرتا ہوں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں ان کا چیلنج قبول کرتا ہوں۔ میں ان کے ساتھ بحث کرنے کے لئے تیار ہوں۔ چاہے اس میں جتنے بھی ملاں صاحبان ہوں، خان صاحبان ہوں، جاگیر دار ہوں، وڈیرے ہوں۔ وہ سامنے بیٹھ جائیں۔ ہم اس پر بحث کرتے ہیں۔ میں بھی ان کو چیلنج کرتا ہوں۔ اچھا جی، میں اگلے پوائنٹ پر جاتا ہوں اور یہ مسئلہ ہی ختم کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اب آپ ختم ہی کر دیں۔ اپنی تقریر conclude کر دیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: نہیں جناب۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ "نہیں" میں نے کہا کہ آپ conclude کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں نے پراونشل اٹانومی پر گزارش کرنا ہے۔

سید عباس شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: پیر عباس شاہ صاحب، نو پوائنٹ آف آرڈر۔

سید عباس شاہ: جی، personal explanation دے رہا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اس طرح بات نہیں بنے گی اور آپ لوگوں کی تقریریں ہی پیچھے رہ جائیں گی آج اس بحث کو conlude بھی کرنا ہے۔ یہ آپ لوگوں کا اس معاملے میں اپنا قصور ہے۔

سید عباس شاہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب بہرہ ور سعید جب ہسٹری کہہ رہا ہے تو نواب شاہ جہان خان جو کہ یوسف زئی کی بڑی خانگی تھی انہوں نے اس سے جائیداد چھین کر اس کو باہر پھینکا ہے۔ آج وہی زور نکل رہا ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اس میں کوئی شک نہیں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب اس میں نہ الجھیں، آپ اگلے پوائنٹ پر بولیں، جناب شہزاد گل صاحب اس سے پہلے سینٹ میں کبھی ایسا atmosphere نہیں ہوا جو

آج آپ لوگ show کر رہے ہیں۔ بڑے افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑ رہا ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں صرف پر سنل نکتہ وضاحت پر ہوں جی بس میں ختم کرنے والا ہوں۔ تاکہ یہ خوش ہو جائیں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: ان کو ختم کرنے دیں جی فتح محمد خان صاحب۔

جناب فتح محمد خان: جی ایک منٹ یہ جو آپ نے کہا ہے کہ آج کیوں ایوان میں اتنا شور ہو رہا ہے۔ یہ شیخ ملی آپ جانتے ہیں کہ یہ یوسف زئی کا دادا یا پردادا تھا جی اور ان کو یہ گالیاں دے رہے ہیں تو اگر میں ان سے پوچھوں.....

اخونزادہ بہرہ ور سعید: نہیں، میں نے اس کو withdraw کیا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نہیں وہ withdraw کر لئے ہیں وہ withdraw کر چکے ہیں جی۔

جناب فتح محمد خان: کیا یہ صفت کر رہے ہیں اور ہمارے باپ دادا کو گالیاں نکال رہے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: نہیں جناب، میں نے وہ whthdraw کر لئے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نہیں جی، وہ withdraw کر چکے ہیں۔

جناب فتح محمد خان: جناب یہاں یہ ایک سلسلہ چل رہا ہے ایک +[****] آدمی اٹھ کر گالیاں نکالتا ہے اور آپ سارے لوگ جو ہیں ڈیسک بجاتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جی وہ withdraw کر چکے ہیں۔ میں نے ان کو کہا ہے ویسے بہرہ ور سعید صاحب افسوس ہی ہوتا ہے۔

جناب فتح محمد خان: جب کسی کی تقریر ہوتی ہے تو ہمیشہ یہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔

(مداخلت)

+[*** بحکم ڈپٹی چیئرمین حذف کیا گیا]

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ سن رہے ہیں میں کہہ رہی ہوں کہ انہوں نے لفظ withdraw کر لئے ہیں۔

جناب فتح محمد خان: نہیں جی یہ +[****] تو عجیب بات ہے میری سمجھ میں تو نہیں آتی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا!

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نہیں بہرہ ور سعید صاحب اس سے زیادہ میں آپ کو اجازت نہیں دے سکتی۔ آپ تشریف رکھیں مہربانی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ایک personal explanation کا حقدار ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نہیں جی اس سے زیادہ اب نہیں ہوگا تشریف رکھیں۔

قاضی حسین احمد: محترمہ جناب پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جی قاضی صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: نہیں جناب اس کو رہنے دیں اس کا میں جواب دوں گا.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین: پلیز آپ کسی جھگڑے میں پڑ گئے ہیں۔ بہرہ ور سعید صاحب! آپ کو میں نے غلطی کی ٹائم دیا۔

(مداخلت)

قاضی حسین احمد: محترمہ! یہ شیخ ملی کے بارے میں خوشحال خان خٹک کا ایک شعر ہے اور اس کو سب لوگ مانتے ہیں جو ہمارے ساتھی اس طرف بیٹھے ہیں اور جو اس طرف بیٹھے ہیں یہ سب خوشحال خان خٹک کو مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

(پشتو شعر)

شیخ ملی کے دفتر کو خود خوشحال خان خٹک نے اس لئے condemn کیا ہے کہ اس میں خاتون کے لئے، عورت کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے جائیداد میں، آج لوگوں خواتین کے حصہ کی بڑی بات کرتے ہیں یہ شیخ ملی کے رواج میں نہیں ہے اس نے جو رواج بنایا ہے۔

+[*** بحکم جناب ڈپٹی چیئرمین حذف کیا گیا]

(مداخلت)

جناب محمد ابراہیم خان: جی جناب والا! اخوانزادہ صاحب نے شیخ ملی کا ذکر کیا ہے، ان کو علم کم ہے شیخ ملی پختونوں میں اور پختون سوسائٹی میں ایک معزز آدمی تھے جن کی تقسیم سب قبائل کو قبول تھی اور اسی کی بنیاد پر نارتھ سے لے کر South تک چاروں sect جو ہیں افغان کے سر بنٹری دوریش بن فروش بن اور کرلانڑی یہ چار جوان کے شجرے میں آتے ہیں مزید ان کی تقسیم sub-tribes میں ہوئی ہے تو ان چار میں جو انہوں نے تقسیم کی ہے یہ سب قبائل کو from North to South اور from East to West سب قبول تھی وہ معزز آدمی تھے یہ اور بات ہے کہ وہ پٹھان تھا وہ معزز آدمی تھا.....

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: ایک آدمی بول رہا ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ابراہیم خان: مزید میرے ایک بھائی قاضی حسین احمد صاحب جب شعر بولتے ہیں تو پشتو میں تو ٹھیک بول لیتے ہیں مگر جب اردو میں آتے ہیں تو پھر وہ غلط بولتے ہیں اس روز بھی کھڑے ہو کر غالب کا شعر کہا

ایمان مجھے روکے ہے اور پھر باقی کو

حذف کیا اور پھر آخر میں کہا کلیسا میرے پیچھے پورا شعر وہ غلط بول گئے یہ وہی غزل ہے جس کا کہ وہ مطلع ہے کہ

ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے
بازیچہ اطفال ہے دنیا میرے آگے

میں ان کی تصحیح کے لئے عرض کرتا ہوں کہ وہ شعر یوں ہے

ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے

انہوں نے کلیسا کو پیچھے کیا ہے ان کے سامنے بھی کفر ہے پیچھے بھی کفر ہے دائیں بھی کفر ہے بائیں بھی کفر ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: تشریف رکھیں جناب بہرہ ور سعید صاحب آپ تشریف رکھیں، تشریف رکھیں جی.....جی قاضی حسین احمد صاحب ان پوائنٹ آف آرڈر۔

قاضی حسین احمد: محترمہ! نکتہ یہ تھا کہ اس میں عورت کے لئے خاتون کے لئے حصہ نہیں ہے جو شریعت میں ہے اور اس میں نہیں ہے۔ اس لئے وہ رواج خلاف اسلام بھی ہے اس کا تو انہوں نے ذکر نہیں کیا اور شعر کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: بات یہ ہے کہ یہاں جو بات بہرہ ور سعید صاحب نے کی یا دوسرے حضرات کہہ رہے ہیں بات یہ ہے کہ شیخ ملی وہ شخص تھے جو زرعی اصلاحات.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین: ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: میں عرض کر رہا ہوں زرعی اصلاحات آج بھی جب ہم کہتے ہیں کہ زرعی اصلاحات اور بندوبست شیخ ملی نے کوئی 15th صدی میں کیں.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اچھا آپ تشریف رکھیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب، رحیم مندوخیل صاحب ویسے آپ کی ایک بات بری ہے کہ جب Chair ایک دفعہ کہہ دیتا ہے تو بات سن لی جاتی ہے بیٹھ جایا کریں۔ پھر آپ بات سن لیا کریں یہ بڑی غلط بات ہے۔ آپ continue ہی رہتے ہیں۔ جی بہرہ ور سعید صاحب آپ conclude کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: پرسنل explanation میرا حق ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: بس پرسنل وضاحت کر کے اس کے بعد بیٹھ جائیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ایک پیر صاحب نے فرمایا کہ میں سٹیٹ کا مخالف تھا نواب صاحب نے مجھے نکالا، صحیح ہے میں نے سٹیٹ کے خلاف بغاوت کی تھی.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ کس چیز میں الجھ گئے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اور میں یہاں آیا اور دوسرے شخص نے مجھے کہا کہ بد معاش ہے.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ تشریف رکھیں جی۔ چیئر کی رولنگ ہے کہ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب مجھے بد معاش کہہ کر، کس آدمی کو یہ جرأت ہوئی کہ مجھے بد معاش کہے میں نکالوں تاریخ، مجھ میں ایک تاریخ ہے۔ مجھ جیسا کوئی شریف ملتا ہے۔ مجھے پتہ ہے لوگوں نے جائیدار کیسے جمع کی ہے۔ مجھے پتہ ے لوگوں نے کیسے جائیداد ہتھائی ہے۔ اس نے میری توہین کی ہے اس کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ یہ اٹھ کر معافی مانگے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: وہ الفاظ حذف کر دیئے گئے ہیں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: سب تشریف رکھیں جی۔ تشریف رکھیں۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی: ذاتی نکتہ وضاحت پر۔ میری درخواست یہ ہے کہ میں آپ کی معرفت پریس کا مشکور ہوں کہ کل جو میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا لیکن دو باتوں کی غلط فہمی ہے وہ آپ کی معرفت پریس سے درخواست کروں گا کہ وہ درست کر دیں۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ شریعت اگر یزید کے ہاتھ میں آجائے تو مصیبت بن جاتی ہے عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ میں آجائے تو رحمت بن جاتی ہے۔

It is not the gun but the men behind the gun who are counted.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: وہ آپ نے کل بھی کہا تھا ٹھیک ہے کر دیں گے جی اقبال حیدر صاحب۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی: دوسرا انہوں نے کہا شریعت ڈنڈے سے نافذ

نہیں ہو گی میں نے کہا کہ سنت کی اتباع جو ہے اس کی کریں اس کے لئے ڈنڈے کی ضرورت نہیں ہے (عربی)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider : Thank you Madam Chairperson, I am very grateful to have the privilege to make my submissions on the address of the President before the Joint Sitting on 19th December, 1991. Many honourable members have expressed their views .....

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اس ہاؤس میں لوگوں کو گالیاں دی جاتی ہیں بد معاش کہا جاتا ہے.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب وہ حذف کروا دیئے ہیں، حذف کروا دیئے ہیں..... جنہوں نے بھی کہا ہے غلط کہا ہے۔ اس کے حذف کا کہہ دیا ہے میں نے کیا کریں حذف کروا دیا ہے۔ جو بھی ہوا ہے دونوں سائیڈ سے، اچھا نہیں ہوا۔ جناب اقبال حیدر صاحب آپ۔

Syed Iqbal Haider : I will request all my honourable colleagues to raise their point of order, now, and .....

اخونزادہ بہرہ ور سعید: کیسے جرأت ہوئی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب آپ کیا کر رہے ہیں؟

Syed Iqbal Haider, please continue.

Syed Iqbal Haider : Madam Chairperson, I would request all my honorable colleagues through you, that they may raise whatever point of order they have now and not during the speech, as I have been patiently listening to the speeches of all honourable members without any interruption. Madam Chairperson, such has been said on the speech of the President which is purported to be his speech, and more than on the speech condemnation has been expressed on the incident that took place on 19th December inside the House and outside the House. Many sermons of morality and decency and upholding of democratic values have been pronounced repeatedly by many honourable members but I regret to point out that the language used in preaching morality was unfortunately most

immoral by any standard of ethic. When you teach morality or decency and ethics to others then it is your abundant duty to use most decent language that may justify their criticism. I will not dilate upon the issue of 19th December, 1991, what happened in the House and outside the House. Madam Chairperson, I will give a detailed explanation about it at the end of my speech and explanation which will be on the basis of the recognised values of democracy, ethics both in Islam and also in the Western Democracy. I am deferring it because I have many more important points to highlight in my comments and I start first on the point of the Constitutional validity or status of the address by the President which is purported to be his speech.

Under Article 56, clause (3) of the Constitution, the President of Pakistan is duty bound and obliged to address a session of the two Houses assembled together. That concession has to be convened by the government and the text of the speech as held by the then Chairman of the Senate has to be provided by the government alone and this issue was debated at length in this very honourable House on 7th, 8th, 9th, 10th till 14th July for a whole week in 1986. In 1986, the issue came before this House was that the President had omitted to address the Joint Session of the Parliament on the opening of the new legislative year and privilege motion was moved before this House by no other person. By our present Chairman, Mr. Wasim Sajjad and Maulana Kausar Niazi and at that time the person chairing the House was no other person but our present President, Mr. Ghulam Ishaque Khan. In view of these personalities observations and decision which is compiled in our own book of Decisions of the Chair for the period from 1985 to 1987, I would submit that there is a detailed decision of more than 50 pages given in this book of the Senate alone and I would draw your kind attention on page 160 and 161, first. The discussion starts, Madam Chairperson, from page 152, which is the privilege motion moved by Maulana Kausar Niazi to consider the breach of the privilege of this House on account of the failure of the then President to address the Joint House. To save time, I would only read the portion that I am relying upon.

On page 160, it was observed :

" ..... The address itself is supposed to be drafted by the

Government and its words are words of the Government put in the mouth of the President according to the parliamentary practice : It must, therefore, be placed by the Government on the Table of the House so that on a motion by any member or by the Government itself, it can be debated and discussed;"

This is one portion.

Further on page 161 observation begins :

" ..... While concluding the Chairman observed that in future the date or time when the two Houses should meet the President's Address under Article 56(3) should be specified in advance; there should be a calendar of sittings drawn up for the year as a whole before the commencement of the first session; rules should be framed providing for the manner in which the meeting of its two Houses assembled together should be called and conducted; How the President's Address (because the President in these matters acts on advice of the Government and is not a free agent) should be organized;".

The allegation was, the omission to address. The President was being defended how could the President address the session when he has no power to organize the session or submit the draft of the speech. It moves further on page 182, the first line :

" ..... Although at that time the Governor .. (they were discussing the past history) had a lot more discretionary powers ... (lot more discretionary powers than the our present Constitution) .. but the speech, in the British tradition of speech from the throne was supposed to be an address prepared by the government. This was the point of view held by a number of honourable members and I believe .... (this is the ruling by Mr. Ghulam Ishaque Khan) and I believe it was Prof. Khurshid or perhaps Senator Wasim Sajjad himself who has pointed out that the so called Address of the President, "is an address drafted by the Government and it is the government which is responsible for the content of that address. Then I move to page 194 which is the final ruling that I am quoting of the then Chairman of the Senate Mr. Ghulam Ishaque Khan. Finally he holds:

"The contents of the address, as we have observed

already, is the responsibility of the Government. The address itself is supposed to be drafted by the Government and its words are words of the Government put in the mouth of the President according to the Parliamentary practice. It must, therefore, be placed by the Government on the Table of the House so that on a motion by any member or by the Government itself can be debated and discussed."

Madam Chairperson! the purpose of referring to this ruling was simply that the address, which is being discussed, undoubtedly and admittedly is the draft provided by the government. This is the Constitutional position. This is not an address by the President. This is a policy statement submitted by the government for pronouncement through the mouth of the President. So, for all intents and purposes constitutionally it may kindly be remembered that this is not an address of the President, one. And all that it has been stated, it has been stated by the Government because what does the address contain Madam Chair person, is the cursory examination of the past performance, the omissions committed, some points of foreign policy, privatization, some mention of the freedom of the press, some mention of education, some mention of industrialization, some mention of the Islam and the sermons of Islam and some mention of tolerance and harmony among the democratic forces. I would request some of my members to talk in a low voice, Madam Chair person, through you. It is too loud a voice for me to continue, please I need your kind indulgence in this matter.

Madam Deputy Chairman : Order in the House, please.

Syed Iqbal Haider : I don't mind they are talking but let their voice be low enough not to disturb my speech.

The object I have referred that all is, whatever it contains in this booklet of twenty two pages provided to us was the government's point of view and not the President's point of view and it contained wherever the advice is given it contains an admission of the crimes committed by the government. It is not the observations of the President. So, we should be very clear in that matter otherwise if you treat it as an address of the President then I am afraid this will be an unconstitutional position and any body

who treats it that the President was very pleased to advise or direct or suggest or the President has said this. President has said nothing, President has only said what government asked. Any thing to the contrary is totally unconstitutional and unacceptable. So, I will move on the premises that every word written in this booklet of the President's address is, in fact, the Government's point of view on all issues. The government very strongly pleads that it is most unfortunate that political polarization has come to alarming degree, unprecedented manner and it is in the interest of the government and in the interest of the democracy that we should show tolerance. We should pursue the policy of conciliation, understanding and that there is a tremendous importance of the opposition benches and opposition benches are part and parcel of the democratic system, they are the second wheel of the democracy, they are the government in waiting. But I have one question from the government that who is responsible for this polarization, madam Chairperson? Who is to be blamed? Who brought things in my country to this disastrous point? As far as the conduct of the opposition is concerned, PPP is concerned, I will briefly take you from 6th of August till todate, facts, only to avoid any interence. On 6th of August our elected government was dissolved by a stroke of pen. We still question and dispute the constitutional virus and validity of that order and we regarded a malafide abuse of authority. Despite that, this was based on malafide, there were two provisions provided under the Constitution. If the President did not have malafide intention he could have asked the Leader of the House that madam Prime Minister I am very much dissatisfied with the manner you are conducting affairs of the State and in my opinion you have lost the confidence of the electorate, you are not pursuing the manifesto, you are not pursuing the policy in the interest of the country, you are violating the Constitution please seek fresh mandate. He (the President) did not pursue that policy. He instead kept a secret. There was a chaos and confusion on the 6th of August. I was sitting in Karachi hearing the news that my government is being dissolved unceremoniously, unconstitutionally. But the President kept sending a message till 3.00 p.m. on 6th of August that no, I have no such intention. My question is if your object and intentions were honest and bonafide then why did you hide it? What was the reason to hide it? The reason to hide it was a personal malice, personal malafide and the object was to get rid of this government, of the People's Party and to restore in power the

orphans of the dictatorships. Otherwise this was an open Constitutional option available to the President in all honesty if he did not have ulterior motive despite that we had two options on 6th of August evening and 7th of August. We go to the people mass agitation, mass movement. The former Prime Minister go through a train instead of an aircraft, stopped at every station and pleaded to the people that I am your elected leader who has been thrown out from the power. I have come back to you. Now you tell me what is your verdict ? Should we throw those out of the power who have thrown us? We did not do so. This was the gesture because the object was that there should not be anarchy and chaos in the country. She could have easily gone, emotions were very high at that moment, everybody was in a shock. She could have easily arose the emotions and taken the people out of their homes and on the streets against this dissolution. Sir, we did not go We went to the courts. She said,"look people will say that you are also behaving like PNA". When the PNA's object was not to raise agitation against the first government of PPP but the object was to impose Martial Law in the country that is why they withdrew and finished their movement, the moment, Martial law was imposed on 7th of July, 1977. She said I am not PNA, I will go to the people in a peaceful manner. I will go to the people in the election. I will face the election. I know very well that the objects of those who are holding power are utterly dishonest but I will still participate in the election and I will not resort to agitation at the moment. She did that.

From 12th of August this was the point of conciliation, I am putting my case before this House and through this House before the people of Pakistan that we followed the conciliation and peace, we were thrown out but despite that we can cold our emotions. We had an option as a former Prime Minister she was entitled legally to engage the whole train for herself and her colleagues and Federal Ministers and people, we could have engaged the whole train legally. So, fifteen days she was by law entitled to avail all the facilities of a Prime Minister, that is why I am mentioning. What happened after that.

(Interruption)

Syed Iqbal Haider : But from 10th of August the wave of harassment and terrorism and political vicitimisation started. First

against the friends and relations of the former Prime Minister. On 12th of August large number of people of PPP were arrested and it continued. Prime Minister Benazair Bhutto could have immediately called for agitation instead she visited the President on 17th of August, 1990 and told him what is your objective, what are the differences, not for pleading that don't arrest me, certainly not. Why are you following the policy of confrontation when I did not opt for it., that was the question put by Mohtarma Benazir Bhutto to the President. It was not put that why are you arresting me, why are you arresting my husband or why are you making references. No. These references, these fabricated cases are nothing new. We have faced all the tyranny of the Martial law for twelve years. We are proud of it, of having faced it very bravely. Forty thousand of my workers have been flogged and 22 of my leaders and workers have been hanged, more than one lac of my workers have been jailed during martial Law, we are not scarred of these cases or references or these arrests and harassment. The question was Mr. President why and what is the reason and justification for pursuing the policy of confrontation because it is not in the interest of the country. He had no answer. The report for meeting with the President was presented in a manner to ridicule and embarrass my party's Co-chairperson and it was not taken in the spirit that it should have been.

Election started, election schedule was announced. As the date of election was approaching, there was increased pressure and the increased wave of arrest continued. Several of my candidates were in jail at th time of election. We bear it. Despite all the rigging, despite all the atrocities, despite all the victimisation, we still managed to have a substantial number of seats in all four provinces of Pakistan. It did not end. It did not end there. You held the election on 6th of November in the joint House. In the National Assembly, the new Prime Minister was elected. My party openly replied the address of the Prime Minister in a positive manner. Again she talked of conciliation not out of any fear of victimisation.

ہماری تو عادت ہو گئی ہے ہمارے لئے تو

کہاں قاتل بدلتے ہیں فقط چہرے بدلتے ہیں

عجب اپنا سفر ہے فاصلے بھی ساتھ چلتے ہیں

ہمارے لئے تو یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ جیلیں تھانہ۔ کوڑے کھانا اس سے نہ کبھی میرا کوئی پارٹی کا لیڈر ڈرتا ہے نہ پارٹی کا ورکر ڈرتا ہے یہ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے کبھی جیل دیکھی نہیں کوئی قربانی نہیں دی۔ لیکن اپنے آپ کہتے ہیں کہ ہماری بڑی قربانی ہے۔ یہ ان کے لئے مسئلہ ہے۔

Mr. Shahzad Gul : What he thinks about Liaqat Bagh firing?

Madam Deputy Chairman : Shazad Gul Sahib, please don't spile the atmosphere.

(Interruption)

Syed Iqbal Haider : You can have your own point of view and you have every right. I respect your point of view but don't interrupt me.

On the 6th of November after the address what was the address of my Ex-Prime Minister that Mr. Nawaz Sharif despite the fact that we do not accept the election results, despite the fact that you have come in power through a ruthlessly rigged election, we assure you of our cooperation in the interest of strengthening the democratic institution subject to the condition that you get rid of the course of the 8th Amendment and follow the policies in the paramount interest of the country and in the interest of fundamentalist, so this was an open offer. The wave of terrorism did not end.

On 17th of November, Chief Minister of Sindh was to be elected, oh; in the whole of Sindh all our M.P. As were being harassed and chased by the rogues of the government and there were kidnapped and by hook or crook he managed to establish a one man who has no vote, a one man who was thrust upon the people of Sindh as the Chief Minister. He had not more than one vote.

Madam Deputy Chairman : Now, he is no more there, please refrain from saying anything about him.

Syed Iqbal Haider : No, no, he may not be there but I am not condemning his person and I am not condemning his personal habit, I am condemning a political event. Can you ever imagine a person holding one vote becoming Chief Minister that was all through high-handedness. We bear it.

On 1st of December by-election of Senators took place madam Chairperson, we again face the terrorism of the State and bear it. We sent petitions to the President, we sent petitions to the Prime Minister, we sent petitions to the Chief Justices of the Supreme Court and High Courts and told them that look this is what is happening that M.P. As are being harassed, detained, kidnapped to prevent them from exercising their votes on 2nd of December. It was a matter of two seats Madam Chairperson. It was not the question of breaking or falling of the government but the intolerance and the conceited policy and the thinking and the tyranny of the government was to that extent that this is no matter even one seat we will not allow. This was the wild ulterior motives, we bear that. We went to the courts from 16th of December. Our MPAs continued to take part in elections held. Election held on 2nd of December, the government benches won both the seats, fine, alright. Now, what is the reason for continued harassment of our MPAs because the next election of the Senate was due on 14th March, 1991 and in by-elections on several seats more than dozen seats were due on 10th of January, 1991. Now, in by election as the whole world knows what happened that even not only our candidates were prevented but also their supporters and the elected members were held at Gharo. We were all doing to participate in the canvassing of our candidates in the by election but at the Gharo and Thatta, we were all held up and rounded up and put in the Thana, until such time we were kept there that the time for canvassing on the election expired and the whole world knows that a ruthlessly abusive act was committed by the government, our photographs were published while we were sitting in Thanas. No action was taken by the government or the President that, look, what sort of democracy are you talking about? This is what I am saying, the hyper intolerance on the part of the government that even having one day election, even having manipulated through hook or crook some sort of majority they were not prepared to tolerate winning of a single seat in the by-elections. If you wanted a fair election why did you stop us?

Then came the Senate elections on 14th of March, and we again were harassed, and personally pleaded before the High Court, before the Chief Election Commissioner and we had to hide our MPAs. We had to take our MPAs away for the simple reason that they were being picked up and terrorized and some of those who were kidnapped by the government openly and the government admits it. What was the explanation of the Chief Minister on floor of the House in the Sindh Assembly? He said, "No, sorry, I did not kidnap or arrest a single MPA", but when he came out of the House on the straps of the Sindh Assembly after the session has ended, he tells to the press, 'yes, some of them are my personal guests, they are sitting in the Chief Minister's House.' Now, this is an admission and confession of the blatant, ruthless and inhuman crime, no action is taken. Nobody bothered that what kind of government is being run? And with great difficulties we managed to have our three Senators elected only through by hiding, by protecting, by going to the courts, by going to the press, by going to the people that look this sort of a tyranny is being faced by us? We still did not choose for the agitation or mass agitation, or street agitation.

Madam Chairperson, we, under the circumstances, showed our resentment by not attending the session of the National Assembly and we were fully justified. It was well within our legal and democratic rights not to attend it. Now, negotiations started, on 9th of April, 1991, this government signed an agreement, three honourable Ministers of this government signed an agreement with us, three-point agreement that the complaints of personal victimization, harassment of PDA legislators and leaders and workers will be investigated and if through the investigation it is proved that the PDA's MPAs were prevented they will be compensated with an additional seat of Senate that they have been illegally deprived and the third point was very important, the code of ethic and understanding, the code of conduct of dealing with each other. A three-point agreement was signed in this very building on 9th of April by three honourable Ministers and that was flouted Madam Chairperson, that was never implemented. shamelessly flouted. Now, who is to be blamed? If we were not for tolerance, cohesion, harmony, peace and strengthening of the democratic institutions, we could have avoided to sign that agreement. We did sign that agreement that was flouted, openly flouted. I still ask the government why didn't have you the guts of

implementing that agreement just because the Chief Minister of Sindh said, "go to hell, I don't give heed to your agreement and I will not allow you to investigate", a one man, telling the Government of Pakistan who claims to be so powerful that I will not allow you to investigate any matter or any complaint of the PDA and the government bows down. What sort of a government it is? It does not even give respect to its own written commitments, it took over.

After that on 9th of April we signed that agreement. On 10th of April, the Prime Minister addresses the Joint Session and pronounces his new ambitions and tall claims of Islamization and that he will move a Shariat Bill and that he will amend the Constitution, etc. It was a deception. 9th of April's agreement was a deception. All he wanted that when he addresses the Joint Session on the 10th of April everybody should be present there for his own personal grandeur and for no other reason and in the name of Shariat we have found the more up hill which is neither Shariat nor Islamic nor human in any respect, and it was thrust upon us and then soon thereafter it followed with the 12th Amendment, very next month, again a session was called within 35 days, the whole 12th Amendment was passed.

نہ مدعی، نہ شہادت، حساب پاک ہوا۔ نہ کسی نے پڑھا، نہ لکھا اور نہ دیکھا اور بل پاس ہو گیا۔ یہ کیا جبر و تشدد کی پالیسی ہے۔

It is just tyranny of the majority against the very spirit of democracy, he followed.

Then we have to hold a meeting on 18th of July and we totally decided to start the mass contacts movement, and we started holding our *Jalsas,* meetings but peacefully, Madam Chairperson, I am proud of one thing, we had taken out innumerable processions, innumerable *Jalsas* throughout Pakistan with lacs of people behind us but not one property was damaged, not one bullet was fired, not one person was made a target. It was PPP from August 1991 till today, this is the problem that our bias and prejudice has blinded our vision, has clouded our vision, we are incapable of seeing the realities, we are guided more by our prejudice, hatred, personal justifiable or unjustifiable interests whole year, we have gone on

the roads, even now last month, in Multan, in Karachi, in Sahiwal, Faisalabad and every nook and corner, even from Lahore till Jhelum we took out the processions. All our objective was to tell the people, create consciousness among the people about the atrocities, illegalities, inhuman behavior and conduct of the government and of terrorism, which was being faced by us from the government side all the times and the parties which are sitting in the government. Madam Chairperson! all this has been done throughout we come to 1992, before that, we will try to brief the President of Pakistan about these inhuman acts and criminal activities and terrorist oppression of the government in the month of November, we were snubbed by the President, oh; don't before you try to come better

انہوں نے کہا کہ حذب اختلاف کو چاہئیے کہ پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے۔ بہت خوب، بہت خوب، یہی ہے طریقہ افہام و تفہیم کا، یہی ہے طریقہ اتحاد بنانے کا۔ یہی ہے طریقہ جمہوریت کا کہ کوئی اگر بات کرنا چاہے تو اسے کہا جائے کہ

get out, look at yourself, look at your conduct. Is this the way of decency? No. Till now Madam Chairperson I am proud of the fact that now in Sindh crises after the death of Jam Sadiq Ali purely with a view to avert any further great calamity and blood shed, un-necessary blood shed, purely with a view to save the democratic institutions of the Sindh Assembly and purely with a view to make yet another attempt that better sense might prevail among the rulers, we did not contest the election of the Chief Minister. He might again become hostage in the hands of the terrorists and the criminals. So, to avoid frightening him we did not put up any candidate with no understanding. Let me make it clear, there is no understanding or there is no agreement for our personal benefit, for our personal relief, none whatsoever. We have acted purely in the interest of our province and of the country and the time will prove it. What happened Madam Chairperson, all those speculations that PPP has made some understanding or within twenty four hours Madam Chairperson, the new Chief Minister taking oath. What happened in Sindh Madam Chairperson, you will be shocked that the ghost of Jam Sadiq Ali is still hounding the province. My MPA Ali Muhammad Hangoro was released on bail by the court. His family was standing outside the Karachi Central jail two days ago. On Saturday at 9.00 p.m. he was released from the jail's main gate

but beside the family of Ali Muhammad Hangoro, Member of the provincial Assembly from District South Karachi was also standing the hounders, the administration's rogues to arrest him and before Ali Muhammad Hangoro could meet his family members, the police jumped upon him and took him away and he is still in jail. What sort of rule of law? New Chief Minister made a proud claim, he will uphold rule of law, he will administer justice without favour and fear, he took that oath of office even ink of that oath of office was not dry when this illegal and atrocious act was committed by the government agencies. Should not I feel aggrieved? Should not I feel painful? Should not I agitate about it? Should I just keep quiet? No Madam Chairperson there is a limit of everything, if the new Chief Minister and let me warn him.

Mr. Muhammad Ibrahim Khan : Point of order.

Madam Deputy Chairman : Ibrahim Khan Sahib, on a point of order.

جناب محمد ابراہیم خان: جناب، یہی طریقہ ۱۹۷۷ء میں ہمیں بھی بھگتنا پڑا۔ اسی طرح خود مجھے بھی ۱۶ ایم پی او کے تحت گرفتار کیا گیا اور جیل میں رکھا گیا۔ ہائی کورٹ نے مجھے رہا کیا۔ جب میں release ہوا مجھے اسی طرح پکڑ کر لے گئے TPR اور پٹرول پولیس نے، ہم نے کوئی رحم کی اپیل نہیں کی تھی۔

سید اقبال حیدر: ہم نے کوئی رحم کی اپیل نہیں کی اور نہ ہم کبھی رحم کی اپیل کریں گے۔ ہم نے بدترین ڈکٹیٹر کے منہ اور دانت توڑے ہوئے ہیں ہم کہاں سے رحم کی اپیل کر رہے ہیں۔ رحم کی اپیل مانگنے والے کوئی اور ہیں۔ ایک اور بات

Suppose, first of all I don't accept this charge and allegation. First of all, just for argument say, suppose it is true, just for argument then must you follow all the bad examples, you are supposed to be great moralist, you are supposed to be great upholder and believers of Islam, you are supposed to be a better person, you are supposed to be more decent person, must you follow this example? On one hand you make tall claims and on the other hand you will commit worst possible heinous crimes in the history of Pakistan and at the same time they claim themselves

great champions of Islam and morality. On what basis can you plead morality and decency when you are indulging in these sort of utter disrespect to the law and the process of law. Ali Muhammad Hangoro is not the only MPA - Michael Javed and his family was arrested within twenty four hours of the new Chief Minister taking oath of office. Is this the policy? That is what I say that the ghost of Jam Sadiq Ali is still hounding very much on their heads. This is not the way to run the province. God help Pakistan. I warn the Chief Minister, you are sadly mistaken. If through these policies even your predecessor could not succeed in crushing the PPP or the people's representatives, you are sadly mistaken. If you will also follow them then your fate will not be any different. And always believe that in the interest of the province we did not put any candidate because we did not want to frighten in the hope that you will start behaving in a decent manner and will really implement the rule of law, this is one aspect.

What is the conduct of the government Madam Chairperson, I am bearing and I am continuing to bear. Still there are thousands or more than two thousand five hundred political workers and leaders of my party in jail of Sindh. I am bearing all this, I have still not resorted to street agitation not that I am incapable of. According to you we are terrorists, you call us terrorists, which act of terrorism is committed by any worker of mine? If we were terrorists you won't have been sitting here because we are law abiding citizens, we strictly believe in democracy, we are not PNA, we do not want imposition of Martial Law, we want to save these Houses, we want to strengthen the democratic institutions which are in infancy.

Madam Chairperson, it is stated in this speech also that the democracy is in infancy, it has never got a chance to flourish. We have seen only the longest period of dictatorships since the creation of Islamabad. It is for this reason that since we have had longest period of Presidential Rule or the dictatorial rule that the smallest street, Madam Chairman! as a matter of interest I may point out, the smallest street in Islamabad is called 'Shahra-e-Jamhooriat', which starts from the Embassy Road and ends before the Prime Minister's Secretariat and also there is a board facing "No Thorough Fare', movement on this road is only a privilege of the selected few, "No Thorough fare', this reflects what is the importance of 'Jamhooriat', and what is the importance of the

Aiwan-e-Sadr that the longest and the widest road of Islamabad is called 'Aiwan-e-Sadr Road', and a small tiny little in a two hundred yards is called 'Shahra-e-Jamhooriat'. Is this the importance of Jamhooriat given by the CDA and the Government. It is primarily because Islamabad never saw Jamhooriat. It reflects their mentality, it reflects their mind.

Syed Tasneem Nawaz Gardezi : Point of order, Madam.

Madam Deputy Chairman : Tasneem nawaz Gardezi Sahib on a point of order.

سید تسنیم نواز گردیزی: جناب میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ یہ جب پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ تھی ان وقت یہ نام رکھے گئے تھے۔ ہم کوشش کریں گے ان کو درست کرنے کی۔

Syed Iqbal Haider : No, I question that. During the first government of the Peoples Party the whole Islamabad had not even developed, the President's House and the Assembly Buildings were not even constructed. It all happened in 1985 when this Assembly started functioning, I must correct the historic record. But my point is Madam Chairperson! we are definitely going through a critical phase. There is no two opinion about the conciliatory atmosphere in the country among the democratic forces. There is no two opinion that confrontation and agitation should be avoided. There is no two opinion that the democratic institution should be strengthened, they should flourish and we should as a self discipline, refrain from doing any act or deed which may damage the democratic institution. It is with great difficulty that we have succeeded in coming to that, I am conscious of this fact that we are treading on a very narrow path. We are treading under the wars condition but is it not the duty of the government also to realize it.

The mere verbosity and the sermon in this speech about the condemnation of the political polarisation, mere verbosity because what is the conduct of the government is evident from the illegal malafide arrest and harassment of my workers, arrest of our candidates what they have not done, kidnapping and arrest of our legislatures, baseless references. We are not worried about the baseless references, we are least worried about any case for the

simple reason Madam Chairperson that we have stated that these references against our Prime Minister and against our former Ministers were made malafide for the simple reason. There was a law existing on the books of statute that was an act of Parliament with regard to conduct the accountability of the elected members. My question is why did not the President choose that act of Parliament and instead chose an order of an individual which was made in 1977. Presidential order is Presidential Order, more important is an Act passed by the Parliament, why he did so because under the Act the President did not have the option to pick and choose the Judge of the reference court and under the Act of the Parliament the matter would have been decided independently by a High Court and this was the ulterior motive that the Act of the Parliament relating to the accountability of the members of the Parliament was repealed by this government afterwards and we had challenged that repeal also. This is all malafide, this is all against all norms of justice and decency and fairplay and on top of it they say we are scared of the references, we are least scared of the references.

You had such a massive propaganda wide propaganda against us during the election. Mohtarma Benazair Bhutto still got elected with thumping majority. The people of Pakistan do not believe that she is a convict. The people of Pakistan have given their verdict by electing her again as the M.N.A. with thumping majority that she has not committed any crime. It is the one individual who thinks for his own ulterior motives that she has misused the powers. The verdict of the people is more important or the verdict of a biased, prejudiced individual is more important. What is the basis of democracy which has been preached about. What are the democratic norms? Why don't the President and the government leave the conduct of the members of the Assemblies representatives of the people in the hands of the people? Let the people decide but that is not tolerable, that is not acceptable because the motives are ulterior. Because the motive is never allow anybody from the family of shaheed Chairman Bhutto in the Assembly or in the politics. That is why these references and assuming that somebody did misconduct. Is she the only one who misconducts? What is happening in todays world, in todays government, every transaction and every deal is stinking of corruption. Every transaction; you talk of cooperatives, you talk of this Daewoo which is being made into a deuce, you talk of the Prime Minister House.

Madam Chairperson, government has no money. Mr. Sartaj Aziz says in his Press Conference last week, we have no money. The deficit is increasing but the Prime Minister wants the candle stand, one candle stand of one lac rupees imported and what sort of priorities do you have. Eighteen lac fifty thousand rupees crockery being imported. Despite I do manufacture crockery in Pakistan with the grace of Allah, what kind of Prime Minister you are that you don't promote the Pakistani products. All the Sanitary fittings which were installed during my government days were made in Pakistan and removed by this luxurious lord Prime Minister, Nawaz Sharif that no Pakistani fitting نہیں مانگتا۔ ہم کو انگلش فٹنگ چاہیئے what is this joke about? You said that you don't have money in the treasury, you said that you want to promote industrialization in the country.

ہم پاکستانی فٹنگ نہیں مانگتا۔ کیسے نہیں مانگے گا۔ تم کو پاکستانی بننا پڑے گا۔ پاکستانی پہنو گے، پاکستانی استعمال کرو گے۔ پاکستان کو بچانا ہے تو پاکستان کی چیزوں کو لگانا پڑے گا۔ بالکل ہم ان کی یہ کینسل کرائیں گے۔ یہ کیا مذاق ہے کہ پاکستانی فٹنگ توڑ دی گئیں۔ پرائم منسٹر کے تمام باتھ روموں کو توڑ دیا گیا۔ اور سرتاج عزیز بولتا ہے کہ میرے پاس پیسہ نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اگر آپ تکرار نہ کریں تو وقت بچ سکتا ہے۔ بہرہ ور سعید صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

Syed Iqbal Haider : Breach of the agreement.

Akhunzada Behrawar Saeed : Point of order, what about the coast which cause our Prime Minister one lac dollar in Japan? What about that ?

Madam Deputy Chairman : Please you don't repeat.

Syed Iqbal Haider : First of all it is totally false but please tell me how can one mistake justify another. Please tell me the logic. You people are very noble. You claim to be very noble.

Madam Deputy Chairman : No cross talk please.

Akhunzada Behrawar Saeed : Was he educated in Oxford-a school of excellence because the language you have used is not used by anybody else was he taught that language there ?

(Interruption)

Syed Iqbal Haider : I don't want to indulge in these petty talks and petty allegations because these are irrelevant. I am proud of the fact that I have been educated in Pakistan alone, I have gone abroad also but basic education is from Pakistan.

(Interruption)

Syed Iqbal Haider : Now, what is the conduct of the government I was on that in comparison to my conduct of conciliation. Agreement, I have already mentioned they broke. On 25th of March, 1991, hijacking of the Singapore aircraft takes place. The government within few minutes of the hijacking taking place there, the Information Minister makes a most defamatory and provocative allegations that this hijacking has been done by PPP. He was sitting in Islamabad.

Akhunzada Beharwar Saeed : Point of order. What about the hijacking which was made from Peshawar to Kabul and whose son was working there ?

Madam Deputy Chairman : Behrawar Saeed Sahib, it is no point of order.

Syed Iqbal Haider : Nobody's son from our side, it was the sons of the dictators who were working there and please don't interrupt me in this manner.

کبھی پھر تو تقریر کرو گے ناں۔ بھئی آپ اپنی بات کیجئے گا۔ آپ کو کیا ضرورت پڑی ہے آپ اپنی بات کریں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: منٹو صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Mahmood Ahmed Minto : Are we going to listen this gutter language?

Syed Iqbal Haider : Which gutter language, I protest?

(Interruption)

[XXXX XXXX XXXX]

Syed Iqbal Haider : Madam Chairperson, I respect my elders but I will not tolerate any baseless allegations. I have not used any gutter language.

Mr. Mahmood Ahmed Minto : If you will not tolerate, we will not also tolerate.

(Interruption)

[XXXX XXXX XXXX]

Syed Iqbal Haider : Madam Chairperson, we were accused of within minutes of the hijacking that PPP did that. One announcement was made by the Cabinet on that very day that FIA has been assigned the job to investigate into the causes of that hijacking of the Singapore Airline Aircraft. Madam Chairperson, it is on the minutes of the Cabinet that the report of the investigation will be produced within 10 days. Now, it is almost a year, we have not seen that report. Either they apologies that their charges were false and baseless or they produce the evidence. I challenge them where is the evidence ? Why did they indulge in these irresponsible accusations? Because they were following confrontation day and night.

Madam Deputy Chairman : Iqbal Haider also please keep the time in view.

Syed Iqbal Haider : This is not the only thing. Everyday, Madam Chairperson, there was a report being highlighted on the T.V. and Radio that so and so terrorist has been arrested who belongs to PPP or they belong to 'AZO'. There is no such thing as 'Al-Zulfiqar, in existance. Let me clarify that there was no Al-Zulfiqar there is no 'Al-Zulfiqar' and PPP never had any

---

[XXX Expunged by the orders of Madam Deputy Chairman.]

relations with any terrorist organization and it does not have any relations with any organization. But everyday he used to arrest people, innocent people. Madam Chairperson, if you please constitute a committee I will introduce you those boys who were accused of being terrorists or members of the AZO, against whom there is no charge. Rafique Engineer was abused as AZO. He was in jail and was released on 25th of October, the moment he got released they charged him with another case which occurred on 7th of October. This is a most unfair practice. Why I am highlighting these things? I just want to impress upon you that confrontation policy is the pivotal policy of the present people who are in government and not we. Why do you make these false allegations, why do you make these charges? Now, they have produced a six years old boy in a court on 2nd December, a big highlight was given, who is terrorist caught with 200 bombs.

Madam Deputy Chairman : Iqbal Haider Sahib you are repeating a point again and again. Please don't repeat.

Syed Iqbal Haider : No, no. Madam Chairperson, it was a new case that I was talking about that they don't show the pictures of small boys, they just show that so and so has been arrested. So, this was intended just for maligning, defaming and trying to attempting to tarnish the image of PPP. All these things have been done. Why this government has chosen the policy of confrontation? What do they want to achieve? There is no doubt about it that whatever political polarization is existing in the country it is solely and wholly on the basis of the policy of confrontation pursued by the present Government because they are still living in the same world. Madam Chairperson, Mr. Nawaz Sharif emerged in politics through confrontation during 1988-89. He thinks that since that confrontation with the then Federal Government of PPP from the Punjab Government had given him the opportunity of becoming Prime Minister perhaps and now that is the only way to succeed. He is sadly mistaken, he succeeded not because of confrontation, he succeeded because the vested interest was deadly against the establishment of a democratic government genuinely representing the will of the people and he is sadly mistaken that the same strategy that he followed while being the Chief Minister will be the source of strength or source of power or source of promotion while being the Prime Minister. As a Prime Minister he should have to

act as the Prime Minister of the country and not a Prime Minister of a group of the Muslim League, not even a whole group. What did he say on the 14th of August, 1991, it is an Independence Day when we expect some positive utterances and message from the Prime Minister. What did the Prime Minister say? On 14th of August, one of the most important days of our history, instead of talking of brotherhood or harmony, or preaching unity among the people what did he say? He said, my blood boils when I hear the name of PPP and then he says further, and I wish, I would like to cut PPP into pieces. Is this the conduct of the Prime Minister? Is this the respect shown to the solemn occasion of Independence Day? Is this the way you want to create conciliations and cohesion in the country, certainly not. Then what did he say on 8th of February, Madam Chairperson, again very foul language, 'before you attack the President you will have to defeat Nawaz Sharif'. Are we in a wrestling match? It reminded me of the statement of Aslam Pehlwan. He said, 'before anybody will fight with Bhole Pehlwan, he will have to first fight with me'. Is this the language?

ہر ایک بات پہ کہتے ہو کہ تو کیا ہے
تم ہی بتاؤ کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

یہ کیا مذاق ہے یہ کون سی زبان ہے۔ یہ کہاں کی زبان ہے۔ بات کرتے ہیں gutter language کی میرے اوپر۔ اس زبان کا مطلب تو مجھے سمجھادو "اوئے پہلے مجھے مارنا پڑے گا صدر تک پہنچنے سے پہلے"، یہ کہاں کی زبان ہے کون سی تہذیب انہیں سکھاتی ہے۔ میرا یہ کہنا ہے کہ جناب یہ جو زبان ہے یہ conciliation of brother-hood کی زبان نہیں ہے۔ یہ وزیر اعظم کو زیب نہیں دیتا کہ اس طرح کے بازاری فقرے بولے "اوئے پہلے مینوں مارنا پئے گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اقبال حیدر صاحب repeat نہ کریں۔

سید اقبال حیدر: تو یہ میری گزارش تھی یہ میری submission تھی کہ جناب آپ conciliation کی بات کرتے ہیں۔ افہام و تفہیم کی بات کرتے ہیں۔ آپ اتحاد کی بات کرتے ہیں لیکن ذرا اپنی طرف نگاہ تو ڈالیں کہ پی پی پی کے میں ٹکڑے ٹکڑے کر دوں

گا، بھئی تمہارے سر پرست اعلیٰ جنہوں نے سیاسی طور پر تم کو جنم دیا وہ نہیں کر سکے۔ ان کے خود کے ٹکڑے ٹکڑے اللہ تعالیٰ نے کر دیئے۔ تمہاری کیا حیثیت ہے۔ تم کہاں سے ٹکڑے ٹکڑے کر سکتے ہو، جب تک عوام ہمارے ساتھ ہیں کوئی مائی کا لال ہمارے ٹکڑے نہیں کر سکتا۔ ان کا سر پرست جو ٹکڑے کرنا چاہتا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے ٹکڑے ہوا میں پھیلا دیئے اور سبق سیکھو ماضی سے، اس طرح کے الزام لگانے سے پہلے محترمہ چیئرمین صاحبہ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ابھی بھی وقت ہے مجھے دکھ ہے کہ polarization ہو رہی ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اقبال حیدر صاحب آپ ریپیٹ نہ کریں گھنٹہ آپ لگا چکے ہیں۔

سید اقبال حیدر: میں ریپیٹ نہیں کروں گا ابھی بھی وقت ہے مجھے اچھی باتیں بھی کہنے دیں۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر: میری آپ سے یہ مودبانہ گزارش ہے کہ آپ نے اگر اس polarization کو ختم نہیں کیا، اس انتہا پسندی کو ختم نہیں کیا تو آپ اس ملک کو شدید نقصان پہنچائیں گے ہماری طرف سے ہم نے جتنا maximum possible tolerance ہو سکتی تھی

the maximum possible tolerance in the history, nowhere in the history of Pakistan has opposition shown such a tremendous degree of tolerance and conciliation than my party that we even have been ridiculed many times and such a taunting and sarcastic remarks have never been passed, before in the history of Pakistan. So, please we are here to save these institutions. I read last week that some of the members were terrified of seeing some tanks rolling on the streets in front of the National Assembly Building that they were frightened. Those fears will not be there if the political forces are united for the democracy. We can oppose and we shall continue to oppose each other but to hit below the belt will be unethical. There has to be ethics of opposition, there has to be a code of ethics, no doubt about it but from my side I have shown such tremendous tolerance that there is no parallel in the history of Pakistan, no parallel that what sufferings I have gone through only

I know, my people know, my workers know, my leaders know. Even the Deputy leader of the Opposition's house was burnt in Larkana-Nisar Khoro's house was burnt in Larkana three months ago and nobody bothered about that. Our crop has been ruined, my leaders and workers-Shah Nawaz Junejo's whole family has been arrested and their crop has been stolen or ruined or burnt or water has been closed. We have faced all kind of atrocities but we are still within our composition, we are still well composed and we are still desirous that there has to be a working understanding between the opposition and the treasury benches and the earlier you will do it the better it would be otherwise, God help Pakistan.

Madam Chairperson, my second point is that the present regime is failing to honour and abide by the Constitution. This is a very serious issue. Constitution cannot be treated lightly, it has to be followed in letter and spirit. Now Constitution provides for separation of judiciary, I know the explanation the government is going to give that matter is pending before Supreme Court, I can assure you madam Chairperson that if their intentions are honest than matter can be disposed of as quickly as possible. These cases were disposed of against the dissolution of the Assembly. Article 175 clearly provided for separation of judiciary and my government had given a definite date that by 30th of December, 1990 the judiciary will be separated from executive. No attention is being paid by the government for separation of judiciary just on the pretext that the matter is pending in the Supreme Court. If the government want to expedite that matter they can have it expedited in the same manner as the appeals against the dissolution of Assembly were disposed of within no time, within a period of weeks. So that is one thing. Another provision which has been disregarded is the Article 212 which provides for establishment of administrative courts. Article 212 is the need to have a check on the working of bureaucracy. Article provides clearly:

"(1) Not withstanding any thing here in before contained, the appropriate Legislature may by Act [provide for the establishment of] one or more Administrative Courts or Tribunals to exercise exclusive jurisdiction in respect of-

(a) matters relating to the terms and conditions persons (who are or have been) in the service of Pakistan, including disciplinary matters;

(b) matters relating to claims arising from tortuous acts of Government, or any person in the service of Pakistan, or of any local or other authority empowered by law to levy any tax or cess and any servant of such....."

To save time I don't need to read the whole Article but this Article has been disregarded for the simple reason that the government and the bureaucracy is not interested that there should be any administrative court to check their action.

Now next, 'Baitul mal' Bill is a clear violation of the Constitution. 'Baitul Mal' Bill has been passed by the National Assembly as the Money Bill. Allow me to refer to Article 73 of the Constitution which defines what is a Money Bill. Madam Chairperson, the Article 73 clause (2) provides that:-

"For the purposes of this Chapter, a bill or amendment shall be deemed to be a Money Bill if it contains provisions dealing with all or any of the following matters,....."

the matter are specified.

"(a) ....imposition, abolition, remission, alteration or regulation of any tax;

(b) the borrowing of money, or the giving of any guarantee, by the Federal government, or the amendment of the law relating to the financial obligations of that Government;

(c) the custody of the Federal Consolidated Fund, the payment of moneys into, or the issue of moneys from, that Fund;

(d) the imposition of a charge upon the Federal Consolidated Fund, ..." etc. etc.

My humble submission is Madam Chairperson that none of these clauses authorize or justify regarding the 'Bitul Mal' Bill as a Money Bill and this ruling and the point of view of the government is in clear violation of the Constitution. Assuming for a minute that

the government was justified in regarding it as a Money Bill, I have a counter argument. Once you regard 'Baitul Mal which contains millions of rupees, billions of rupees and regarded as a Money Bill Madam Chairperson, then it has to be part of the Federal Funds then what is the justification for appointing trustees from private sector, a person who is not in the government service how can he control the disbursement of the Money Bill, 'Baitul Mall' Money? That has to be part of the Federal Fund and you have not provided that, instead of making it part of the Federal Funds you have given the money of the Federal Government if you call it Money Bill in the hands of a private individual which is clear violation of the Constitution itself. So either way you look it do it. Is this the way of running the government that you regarded as Money Bill to avoid, you know why they regarded it Money Bill, there was also ulterior motives. All Bills can be returned by the President. All Bills are required to be debated in the both-National Assembly and the Senate except the Money Bills. The President has no power to return the Money Bill and this honourable House has no power to discuss the Money Bill. It is for this reason and ulterior motive to have complete dictatorial say, absolute say in the matters of 'Baitul mall' that Nawaz Sharif has plundered billions of rupees of the government of Pakistan and put in the name of 'Baitul Mall' and given in the hands of individual and if 'Baitul Mall' is a Money Bill then why is not Zakat and Ushr a Money Bill. Zakat and Ushr are not being treated as part of the federal fund, they are treated like an ordinary legislation and the Supreme Court has already held. There was a petition filed during my government by the honourable members of this House in the Supreme Court and they succeeded in establishing, I am relying upon your case against your own government that Supreme Court held that the legislation relating to Zakat and Ushr can not be treated as a federal funds or a Money Bill that was the decision. Now 'Baitul Mall' having identical objects and purposes can not be treated as Money Bill and if you treated it as Money Bill then you should leave it in the hands of the federal treasury. You can not give it in the hands of an individual who tried to usurp a building in Lahore, you know Madam Chairperson, that one of the that 'Baitul Mall' Chief who considers himself as Amin, 'Baitul Mall'

اسلامی حکومت کا علمبردار۔ بیت المال کا امین اور وہ ایک پرائیویٹ بلڈنگ کے اوپر زبردستی

قبضہ کرنا چاہتا تھا، شکر ہے ہمارے اخبار نویسوں کا کہ انہوں نے اس خبر کو فوراً اخبار میں چھاپ دیا اور پھر اس نے جو اس کے اوپر جھوٹ بولا، اس نے جھوٹ بولا کہ میں نے کوئی ایسی کوشش نہیں کی تھی۔ پھر اخبار نویسوں نے اس کا خط پبلش کر دیا جس میں اس نے لکھا تھا کہ اس بلڈنگ کو requisition کیا جائے، ایسے بے ایمان، جھوٹے شخص کو آپ بیت المال کا امین بنا رہے ہیں، اس کی کیا لاجک ہے، میری یہ گزارش ہے۔

(مداخلت)

ایک معزز رکن: ان کے یہ الفاظ صحیح نہیں ہیں۔

سید اقبال حیدر: جی میں اپنے الفاظ درست کر لیتا ہوں۔ میں معافی چاہتا ہوں، I stand corrected آپ ایک ایسے شخص کو جس کی نیت صاف نہ ہو، جس کے ارادے اتنے پاک نہ ہو، جس کے قول میں تضاد ہو، اس کو اس اسلام کے علمبردار کی حکومت میں بیت المال کا امین بنا رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں اس کی کوئی جگہ نہیں ہے اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ جناب والا، یہ حکومت آئین کے مطابق نہیں چل رہی ہے، اور بلکہ یہ حکومت اپنی ہٹ دھرمی اور من مانی کے ذریعہ چل رہی ہے اور حکومت کو اگر آئین کا پاس نہ ہو تو اسے حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے۔

My next argument is about the violation of the Constitution i.e., Madam Chairperson! as you know very well rule of law is the basic essence of justice. There is no rule of law in this country. In the first place rule of law has been ridiculed and violated by creation of three parallel systems of judiciary. One judiciary is the ordinary courts-the magistrate, the Civil Judges, the District Judges, the High Courts and Supreme Court. Another judiciary is the Shariat Court and the third judiciary which is the proud creation of this government through the 12th Amendment is the creation of the Special Courts. Now, creation of these Special Courts is a contempt and a negative reflection on the performance, integrity and working of the previous judiciary because why do you have to create these Special Courts? Why these three parallel systems, they are running not in supersession of each other? No, they are running parallel to each other and who decides? Anybody commits a

crime;Zaid, Umar, Baaqar commits a crime who decides that he should be tried under the Shariat law, he should be tried under the PPC-the ordinary law or he should be tried under these special terrorist law? Who is the person to decide i.e., an ordinary SHO, the ordinary policewalas and who appoints the Judges of the Special Courts? The reason for creation of these two parallel judiciary, Madam Chairperson is because the normal judiciary which we had originally under our Constitution, under the original Constitution of 1973, provided only one set of judiciary.

The role of Islamisation was not envisaged under the Constitution for the Federal Shariat Court. The role of Islamisation was given to an institution created by the Constitution called Islamic Ideology Council, having Islamic Ideology Council why the Federal Shariat Courts were created and why the Islamic Ideology Council is now being neglected? You know the reason Madam Chairperson, why the Federal Shariat Courts were created, why the Special Courts are created because Mr. president enjoys absolute power to appoint the Judges of Federal Shariat Court. He does not enjoy absolute power to appoint the Judges of the ordinary high Courts and Supreme Court. He enjoys and the government enjoys absolute power to appoint the judges for the Special Courts.

There are, by the way, two special kind of special courts. One are provincial special courts and the other Federal Special Courts. The Federal Special Courts are appointed by the government, not by the President and the Provincial Special Courts are appointed by their Home Secretaries of the Home Department and a very interesting incident occurred that Provincial Special Court kept passing the order that please send this prisoner for medical treatment, he is in serious condition. His orders were violated four time, five time, he issued a contempt of court notice to the Superintendent Jail, this is an actual incident. The Superintendent Karachi Jail appeared before the court and pleaded Sir, how can I send him, the Home Secretary has not yet cleared that this prisoner should be allowed to be treated in hospital. My colleague lawyer told the Judge that this Home Secretary is denying your order. You should issue the notice to him. The Judge said, how can I do that, he is the person who has appointed me, how can I call him for contempt of court and what is the value of the orders of the court when they are not implemented, that is why we are against these

Special Courts. Madam Chairperson, it is a serious encroachment on the independent of judiciary by the creation of these courts and let me refer to you for your benefit that what these courts are under the Constitution.

The Constitution clearly provides that appointment of ordinary judiciary; Supreme Court Judges are appointed under Article 177, 79 and the President has no absolute power to order their transfer to order their assignment or work, same is the situation about High Courts. But the Shariat Court Judges are appointed under Article 203 (c), Clause 4(b). In respect of Federal Shariat Court, the President has absolute power to terminate their service, to transfer them, to determine their emolument if you like I may read that; that absolute power is in respect of the Federal Shariat Court.

My contention is that this absolute power is capable of being abused and has been abused in the past. One Federal Shariat Court holding that the punishment of *'Rijam'* stoning to death is un-Islamic. There was one *'Sher ka Bacha'* who did it and there was hue and cry against that very judgement of Shariat Court. There was one honourable member who had the guts and couraged to do it and you know what happened Madam Chairperson! that very Chairman of the Federal Shariat Court was removed instantly and instantly another Chairman was appointed and a review petition was filed and the same Federal Shariat Court has to swallow its previous judgement and pronounced a new judgement holding that the punishment of Rijam is Islamic. Is this not harassment of judiciary? Is this not the same era, previous era after the death of 'Rasool-e-Kareem (May peace be upon Him) after the death of our Khulafa-e-Rashideen that you can extract whatever kind of *'Fatwa'* you like from the *Mullahs,* is this not the harassment? That is why I say that there are ulterior motives for appointment of the Federal Shariat Court and Special Courts because they can be changed, they are at the mercy of the President.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اقبال حیدر صاحب ٹائم کا خیال رکھیں یہ گیارہ بجے سے آپ کا ٹائم شروع ہے۔ نماز کے وقفے کے بعد آپ کو وقت نہیں ملے گا

(Interruption)

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اقبال حیدر صاحب آپ جاری رکھیں اور اس کے بعد مزید وقت نہیں دوں گی۔ ابھی چھوڑ دیں ویسے بھی آپ کے پاس مزید تقریر کرنے کو کچھ نہیں۔ شکریہ۔

Syed Iqbal Haider : No, Madam Chairperson you will be very happy to hear at the end.

ابھی تو ۱۹ دسمبر کو جو اس ہاؤس میں اور اس ہاؤس کے باہر جو واقع ہوا تھا میں آپ کو یاد دلا دوں اس پر میں نے آپ حضرات کو اور اس ہاؤس کو مطمئن کرنا ہے۔ میں نے اس کا جواب دیتا ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: تو دے دیں جی۔ اب آپ کا ٹائم ختم ہونے والا ہے۔

Syed Iqbal Haider : اس سے زیادہ اہم واقعہ جو ہے وہ ہے Interference of the President in the affairs of the State.

On the one hand, we are talking that we are following parliamentary form of Government but time and again, we read in all kinds of reports even recently, I just briefly say that what kind of Parliamentary form of Government is this where the President is repeatedly interfering not only the Federal Government affairs but also the Provincial Governments affairs and the news of 29th February only put a headline 'Ishaque Approves set up in Sindh'. May I say that is it a Presidential form of Government or a Parliamentary form of Government? In a Parliamentary form of Government, the President is nobody to approve the set up of Sindh. It is the elected members of that Assembly who are going to approve the set up of Sindh, and let me remind you that power which was retained under 8th Amendment to nominate the Chief Minister, Madam Chairperson, expired in 1988, as per the Constitution, the President has no power to nominate any person to be the Chief Minister, that power which was assumed by Gen. Zia-ul-Haq through 8th Amendment, has expired. So, this again is violation of the Constitution and then this is not the only thing that the Constitution is being violated, also, the President only recently made a speech on the stone laying ceremony of the Federal Shariat Building. What did he say in the speech, that the President is advising That the Federal Shariat Court should play the role of an

architect of a new social order. The President said that the Federal Shariat Court was not merely a court, in his opinion, this institution is responsible for identifying those basic elements on which we have to build that great social edifice in conformity with the demands of the modern age whose outlines were clearly drawn 1400 years ago, it was in this context, that the President declared that the Federal Shariat Court as an architect of the new social order, Madam, the Federal Shariat Court's powers are specified, the jurisdiction is specified in Article 203-E and, may I ask, under which provision of the Constitution Mr. President is desirous of conferring this ultra Constitutional role to the Federal Shariat Court, on what basis and can he do so? The power and jurisdiction of the Federal Shariat Court are defined under Article 203-D, it says :

> "The Court may, (either of its own motion or) on the petition of a citizen of Pakistan or the Federal Government or a Provincial Government, examine and decide the question whether or not any law or provision of law is repugnant to the Injunctions of Islam, as laid down in the Holy Quran and the Sunnah of the Holy Prophet, hereinafter referred to as the Injunctions of Islam".

The Federal Shariat Court is vested with no other power except this what is specified in this. Who is the President to confer these ultra Constitutional new social order to be determined? This is ridiculing Constitution. At least we expect that the President is well aware and conscious about the provisions of the Constitution and he will not like to do or preach or plead any thing which is not provided in the Constitution. The Islamization is also not the duty of the Federal Shariat Court but of the State. Let me emphasis that under Article 227 it is the duty of the State to bring the laws in conformity with the Islamic Injunctions and not of the Federal Shariat Court. Now the creation of a new social order is what, a new concept is being given, how can I deny the conferring the right of the legislature and these Assemblies to confer it on the heads of the Federal Shariat Court in violation of the Constitution? It is, we, the members of the Parliament who are the only persons and authority who can determine the new social order whatever we decide will be the supreme, whatever we decide will be the law, whatever we decide will be implemented. This is radicular situation that Pakistan is being pushed to fundamentalism.

Madam Chairperson Pakistan is deliberately being pushed to fundamentalism. Fundamentalism is the greatest threat to the existence to Pakistan because new notions are being pleaded. This government's characteristic is fundamentalist. Why? You take their Afghan Policy, this government's foreign policy, education policy, industrialization policy, economic policies are being hijacked and blackmailed by a handful or fundamentalist because this government basically believes in the orthodox and oppressive old fundamentalist views. Fundamentalism is a serious threat which is threatening the very existence of my country. Madam Chairperson. I Substantiate my this submission by the fact that on Afghanistan, Government of Pakistan categorically stated that we want to have a political settlement of the afghan issue, there is no two opinion about it. We also want it to be resolved peacefully. We also want that the UN formula should be adhered to because it is resulting in an un-necessary blood-shed of the Muslims by the Muslims by stretch of no imagination. Killings of the Muslims by the Muslims cannot be treated as *'Jehad'*. This is a tragedy, this is a 'سانحہ' on the Muslim Ummah that killings of the Muslims by the Muslims - Pakhtoons on both sides of the border. There is no 'روس', there is no soviet Union under occupation of Afghanistan. Afghanistan is a Muslim country independent on its own and how can any armed struggle be treated and termed as *'Jehad'* , in fact those who are pursuing this so called Jehad are really causing harm to the Muslim Ummah by really weakening them. And then categorically the foreign office said, the Foreign Secretary said "we want to resolve it peacefully," a political settlement. But our Prime Minister, what did he say Madam Chairperson, "no solution of Afghanistan or no decision with regard to Afghan issue will be taken without the consent of those extremist, Afghan Mujahideens' Leaders." I make a question, is the interest of Pakistan more important or the interest of those mercenaries is more important who want that this issue should linger on so that they may continue to get their *'wazifas'*, free arms, aids and privileges.

Akhunzada Behrawar Saeed: Point of order, Madam Chairperson.

Madam Deputy Chairman : Behrawar Saeed Sahib on a point of order.

Akhunzada Behrawar Saeed : The people who are fighting in Afghanistan they are Mujahideens and not mercenaries.

Syed Iqbal Haider : Nobody is a Mujahid.

Akhunzada Behrawar Saeed : They are crusaders. Crusaders.

Syed Iqbal Haider : Any body killing a Muslim by a Muslim according to you is a *'Mulhid'*. How can you call them Mujahids.

Akhunzada Behrawar Saeed : No, this is a bad name.

Syed Iqbal Haider : Yesterday, my honourable Member in this House categorically stated any Muslim Killing a Muslim is a *Mulhid,* how can I call them *Mujahid.* He said so, I am only adopting his words. I am only saying, is the interest of Pakistan more supreme or the interest of these as my friend says Muhahideen whom I don't call Mujahideen is supreme. Am I obliged to follow the policy in the interest of Pakistan or in the interest of so called Mujahideen? Let us decide about it then why should the Prime Minister be apologetic before those so called Mujahideen. Why should he retract, why should he create confusion, why should he give importance? You know Madam Chairperson, that Peshawar airport was bombarded in this way last month. People are quiet, people are indifferent. Missiles were dropped by whom, from which area? Not from Afghanistan from Jamrood, a place which is under occupation of the so called Mujahideen, who were threatening my airports, who have destroyed my body politics of the country, through whom the abundance of the arms and terrorism has penetrated in their rank and file and every nook and corner of the country. It is the supreme interest of Pakistan that must be always preserved and followed and not the interest of any Mujahideen or any outsider. If they want to

fight with the Afghan Government they have every right to go home and fight it out. We don't go, we have fought with Zia-ul-Haque, we are fighting with Nawaz Sharif, his protegee but we don't go to India, we don't go to Afghanistan or Iran. We want to fight, fight it your internal matter whatever you want to fight, fight it in your country don't use my premises, don't use my land, don't destroy my politics, don't promote this Klashnikov culture, don't promote this bloody heroin culture which is the greatest curse. Pakistan is the greatest sufferer on account of Afghan refugees but these extremists, funda- mentalists who are personal beneficiary of the Afghan issue do not want a political peaceful settlement of Afghanistan and this government bows before them, makes their policy hostage in there hands and that is why I say they are fundamentalist and this is not the only issue. On Kashmir, every day they change their stand on Kashmir and it was not a mishap when the Prime Minister said, "the third option". When he talked to the BBC he gave that interview Madam Chairperson! neither the Prime Minister's tongue slipped while making that suggestion of the third option nor the tongue of Abida Begum slipped when she talked of recognizing of the Israel, these were deliberate utterances to test the reaction of the people of Pakistan. Everyday, Amanullah is گنگا before me, it is a same case why should I allow my policy and my decision to be hijacked.

Sardar Bashir Ahmad Khan : Point of order.

Madam Deputy Chairman : Sardar Bashir Ahmed on a point of order.

سردار بشیر احمد خان: کوئی بھی منسٹر نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: پہلے تو میں نے ایک منسٹر کا نام لے کر اسے روک لیا تھا۔ آپ ذرا لابی میں پلیز چیک کر لیں۔ ابھی اذان ہونے والی ہے سات منٹ رہ گئے ہیں۔

سید اقبال حیدر: بیگم صاحبہ میں بہت معذرت سے کہوں گا کہ کل میرے محترم بزرگ بہرہ ور سعید نے بھی اسی وقت شروع کیا تھا۔ پلیز مجھے اپنی speech ختم کرنے دیں۔ میں irralevancy میں نہیں جاؤں گا۔ میرے بہت سے اہم نکات باقی ہیں۔ اگر منسٹر نہ ہو یا مداخلت ہو تو اس سے میرا وقت ضائع ہوتا ہے۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ fundamentalism should not be allowed to blackmail the Government of Pakistan.

Akhunzada Behrawar Saeed : Point of order Madam. What does he mean by the word 'fundamentalism'.

Mr. Abdur Rahim Khan Mandokhel : Point of order. fundamentalism کے اصل معنی ہیں پاپائیت پسند۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ سے تو پوچھا نہیں ہے۔ جب آپ سے پوچھیں گے تو آپ بتائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ بہرہ ور سعید صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider : Thank you. I was on the Kashmir issue that the government has followed the policy that being guided and overtaken and blackmailed by Amanullah. Amanullah was declared by the Foreign Secretary-General of Pakistan as a 'گنگا کیس'. You know what alarm was caused to the when India met all the members of the Security Council and briefed them about the gravity of the situation, we are also for the right of self-determination of the Kashmiries, there is no two opinion about it. We definitely wanted and this is our dream, this is our aspiration but in the process I don't want the elimination of Pakistan. I also want the right of determination in the people of Pakistan. I also want that the Kashmiries are not eliminated and butchered, for whom will you plead, if you adopt a suicidal policy without making a proper plan. You know India was doing all this; Security alert was declared, Army was mobilized, Security Council members were briefed, All Parties Conference was held just because one person Amanullah urf Alias Ganga made the declaration that he

will cross the control line just because of that. What did my government adopted again apologetic stand. You know again unnecessarily killing of the innocent Kashmiries on the control line.Why did you take the situation to that height and pitch that you had to resort to use the force. During my government also we had declared a *'hartal'* on 5th of February, 1990 in support and solidarity of my Kashmiries brothers but we did not allow it to reach to emotions to rise to that height that the fear of war should become imminent. That is the main thing. Then the Secretary General says that Amanullah is a Ganga, Prime Minister was asked and Prime Minister again cutting a sorry figure, I don't know whether Amanuallah is a Ganga or Jumna. Ganga was a case when the war on Pakistan was inflicted in 1970 because of the so-called hijacking. Now, this is the same way, why should we be pushed to war without our own government deciding the timing, the place and the will? Why should we be allowed to be there by the fundamentalist;

جہاد ہو گا۔ کشمیر بنے گا پاکستان۔ اللہ کرے بنے ہم کب بول رہے ہیں۔ لیکن اس process سے کہیں پاکستان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھنا۔ کشمیر تو تب بنے گا پاکستان جب میرا پاکستان بچے گا۔ جو تم policies کر رہے ہو یہ adventurism ہے یہ fumdamentalisim ہے یہ جذبات سے کھیلنا ہے۔ مسلمانوں کو مروانا ہے۔ پاکستان کو برباد کرانا ہے چونکہ مذہبی جماعتیں fundamemtalist کے لئے ان کی Ideology میں۔

geographical boundaries of not enjoy any sanctity. They talk of Muslim Ummah. The religious parties do not believe in geographical boundaries. The religious parties believe in the Muslim Ummah all over the world wherever they are. So, it is we who are bothered about the sanctity and respect in the preservation of the boundaries of Pakistan. For them it matters nothing, they never supported Pakistan. Only those forces are pursuing the policy of suicidal adventurism who had opposed the creation of Pakistan and they still continue to do so, they want to destroy the boundaries of Pakistan and this government becomes a hostages in their hands fundamentalists, oh, why can not you have guts to say 'no' to them, yes we will not allow you to pursue the suicidal adventurous policy on Kashmir, may it be Kashmir, may it be Afghanistan, why does not this government have the guts to say that Mr. Hikmatyar, you

are our guest as long as you are in Pakistan, you are obliged and bound to follow our orders and policies and you have no right to influence or to take over the policies of Pakistan. You may suggest your four point plan or not when the government of Pakistan has said we accept the five point formula of the UNO, then Hekmatyar is nobody to present his formula, if he wants this formula he should go to Afghanistan and fight there. When Pakistan supports the Afghan issue and Pakistan supports the UN formula then it is a defiance of the policy of the Pakistan and Mr. Hikmatyar and his colleagues and supporters should be declared *persona non grata* if they do not obey and follow the policy but this government will not do it because it is fundamentalist, I will continue after the prayers.

(Zohar's Azan is being offered)

Madam Deputy Chairman : Now the House is adjourned to meet again at two of the clock in the evening. It is just to offer the prayers.

[The House then adjourned for Prayers]

[The House reassembled after interval with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.]

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی جناب اقبال حیدر صاحب۔ جی مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر محترمہ! جناب مقرر صاحب جوش خطابت میں کچھ ایسی باتیں کہہ گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یا تو ان کی لاعملی ہے یا دانستہ کہا۔ انہوں نے جہاد کو fundamentalism کہا یہ کل توحید کو اور رسالت کو fundamentalism کہیں گے اور پھر آخرت کو کہیں گے۔ یہ کافروں نے ہمارے لئے ایک گالی دی ہے اور آپ اس کا شکار بن گئے ہو۔ وہ fundamentalist خود ہیں۔ ایک میں تین اور تین میں ایک کو مانتے ہیں ہمارے ہاں جو قرآن میں ہے (عربی) تدبر کی تفکر کی توقع کی قرآن دعویت دیتا ہے۔ یہ fundamentalism کہنا تو گالی ہے۔ سلمان رشدی کے متعلق ہم نے غیرت کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے ہمیں fundamentalist کہا یہ جو نہیں مانتے Drawin theory کو، ان کو fundamentalist کہا۔ اسی چیز کو میں نے اسمبلی میں کہا کہ You come from donkeys and monkeys, we come from Eve and Adam. اور پھر آپ کا یہ کہنا کہ extra-territorial جو concept ہے وہ ہے کہ حضور ﷺ کی امت جو ہے جہاں کہیں بھی ہے وہ ایک وحدت ہے لیکن ملک کا تحفظ ہے جہاں ہم رہتے ہیں (عربی) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو سرحد پر اپنے ملک کے دفاع کے لئے ایک رات گزارتا ہے اسے ستر شہیدوں کا ثواب ہے اس لئے یہ کہنا کہ کسی کا کوئی concept ہوگا کوئی جماعت جس سے آپ کو اختلاف ہو وہ اسلام کی نمائندہ نہ سمجھیئے۔ آپ خود مسلمان ہیں آپ کا نام حیدر، حیدر کرار کے نام پر ہے۔ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ کے تصور کو لو کسی اور کے تصور کو نہ لو۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی جناب اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر: محترمہ میں نکتہ وضاحت پر ہوں۔ میں صرف مولانا صاحب کو عرض کر دوں کہ میں نے یہ کہا تھا کہ افغانستان کا جو اب مسئلہ ہے وہ جہاد نہیں کہلایا جا سکتا کسی

حالت میں بھی، میں نے اس کو کہا تھا fundamentalist forces جو ہیں وہ بضد ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ابھی آپ تقریر پر آجائیں پھر وہی صورتحال نہ create کریں۔ آپ speech پہ آجائیں۔

سید اقبال حیدر : بس میری یہی گزارش تھی ٹھیک ہے۔

(مداخلت)

Syed Iqbal Haider : Madam Chairperson, I was on the Point of foreign policy on Kashmir that we are being driven without any preparation, without any pre-determined policy about how to acquire the right of self-determination for the Kashmir by the extremist force? On the one hand as I had said that India was well prepared but in Pakistan we were not prepared on 10th of February, we were horrified. India had already an All Parties Conference, we did not hold any conference. India held meeting with the Security Council, we did not hold any meeting with any Security Council and we were being sabotaged and made hostage made by one individual called Amanullah and his allies who are saying; کشمیر بنے گا پاکستان، بھائی ہم بھی چاہتے ہیں کہ کشمیر کو حق خود ارادیت ملے، ہماری بھی یہ خواہش ہے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جناب اس میں تحمل مزاجی، اور اس میں تدبر، احتیاط کا دامن آپ ہاتھ سے نہ چھوڑیں اس طرح سے fundamentalist یا extremist کے ہاتھوں میں نہ کھیلیں اور جس سے میرے ملک کا مفاد خطرے میں پڑ جاتا ہے کیوں؟ Fundamentalism is a threat to the existence and integrity of Pakistan Primarily, for one reason Madam Chairperson, the crisis being faced by the government is economic crisis. There is a hue and cry about the economic crisis. We are not in a position to allocate any funds for our social sector, there is no two opinion about it. The inflation is high. The need of the hour is to how can I give money for the education and health and basic amenities of life and pure water to my people only when you reduce the expenses on defence. The defence budget can not be reduced without reducing the tension on my borders. Is it possible, of course, not. When I am facing threats on my Eastern border and North Eastern borders, I can not possibly reduce my defence budget. How can I reduce the

defence budget when tension is prevailing on my borders, I can not reduce it. How can I reduce the tension on my border, by pursuing the policy of peaceful co-existence? How can I pursue the policies of peaceful co-existence when there are people who are making adventurist claim. کبھی وہ دہلی فتح کرنے کی بات کرتے ہیں۔ کبھی وہ کابل فتح کرنے کی بات کرتے ہیں۔ کبھی وہ کشمیر بنے گا پاکستان کی بات کرتے ہیں۔ اور ملک خالی ہے۔ بھائی! یہ adventurism ہے یہ fundamentalism ہے جس سے خوفزدہ ہو کر میرے بارڈر کے اوپر Tension بڑھ جاتا ہے، تو یہ ہے مسئلہ۔ That is why I say that the fundamentalism is the threat to the security of Pakistan. The need of the hour is that we allocate more funds to the social sector which we can only do when we have eased the tension on our borders and we have real friendly relation with the neighbouring country. You cut down budget on the defence without having peaceful friendly warm cordial relations with the neighbouring country and in that contest.

I may just add one more point. We are all desirous of having very friendly relations with our Central Asian Muslim Republics and this is the Government's pronounced policy. But do you know Madam Chairperson, that when the Central Asian Republics one President visited Pakistan, he said very proudly and very earnestly and sincerely that we want trade with Pakistan but no fundamentalism, there is all scare, this is not my saying. This is what has appeared on 29th of February 1992 in this capital. There is scare and we give them reasons to feel scared, it is one and secondly how can I establish my trade relations with Central Asian Republics without having access to their countries because they are land law countries.

I can only pass through Afghanistan and as long as the Afghan issue is alive, I can not possibly have a meaningful trade. The transportation through air is far too expensive that it is not economically viable, it has to be a rout through road and if I am genuinely desirous of having relations with the Central Asian countries then it is all the more my duty to ensure that the Afghan issue is settled within days, now we can not even afford to wait for weeks and months because already the race is there. Indians have

already established their embassies there, the other Western World is jumping over the new opportunities that are available there. We have a lot of common interests with them. We can promote our industrialization by providing the goods that they need instead of allowing the Western Block to supply the goods to them, is it not sensible, is it not in the interest of Pakistan? Then why my Prime Minister cuts a sorry figure and behaves in and apologetic manner whenever they say, oh, you have changed your Afghan policy. Of Course, the Afghan policy has to be changed because the geo political conditions have changed. You should have boldness courage that you say that the geo political conditions have changed because the soviet forces have withdrawn from Afghanistan. (1) The Soviet Union role is no longer there. (2) the negative covenants are being operated by both, on boths sides. The UN Resolution has been passed, formula has been adopted. So, of course, why should we cut a sorry figure? Because few of Afghan Maujahideen, so called Mujahideen may threat, oh, no, we cannot tolerate. You know, what they said, what Hekmatyar has said in the last two months that. We have enough arms to continue our struggle on our own and we will remove any body, any force, if it will stop us from pursuing the armed struggle". "Remove any force", what does he mean by any force? If Pakistan will try to stop them then they will use that arm against my own people, against my own army. Am I not justified in demanding a guarantee that those Afghan Mujahideen, so called Mujahideen should be prevented from using the arms against my own people? That is the point that fundamentalism is threatening the very existence of Pakistan. Madam Chairperson, the Federal Shariat Court gave a judgement.

Madam Deputy Chairman : Please don't repeat. You are repeating a point again and again.

Syed Iqbal Haider : No. *Riba, Riba* is new point. On this (*Riba*) the Federal Shariat Court passed a judgement that it is not permissible in Islam. Fine. Federal Shariat Court's verdict is not final under my Constitution. There is a provision under the Constitution that a judgement of the Federal Shariat Court can be challenged in the Supreme Court. Government is cutting a sorry figure. Why the Government is so deadly scared by the threat of some handful of extremists fundamentalists that if you file an

appeal against the judgement of the Federal Shariat Court then we will launch a movement, no it is not a promotion of fundamentalists. How can any sane person who has taken oath on this Constitution make such a demand that the right guaranteed under the Constitution cannot be exercised by you? This is terrorism, this is an unconstitutional demand, why should the Government cut a sorry figure? That no, we will not file an appeal, we will ask IDBP to file an appeal. Whom are you fooling? Is IDBP not only own body of the Government? Why are you making.....

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : مولانا عبدالستار نیازی صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی : میں اس میں پارٹی ہوں اور ہم نے اس مسئلہ پر ان سے بات کی ہے۔ یہ کہا کہ جون تک آپ اپنے معاملات کو شریعت کے مطابق طے کر لو یہی فیڈرل شریعت کورٹ نے مشورہ دیا تھا۔ اور ویسے اپیل کا راستہ کھلا ہے۔ پنجاب میں پانچ قوانین شریعت کے مطابق ڈھالے جا چکے ہیں۔ یہاں پر بھی ڈھالے جائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ آپ کا یہ کہنا کہ ربا کے لیے جو دوسرا راستہ کھلا ہے آپ یہی بتائیں گے نا کہ سود کے بغیر چارہ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں ہماری گیارہ سو سال تک یہاں سود کے بغیر معیشت رہی ہے۔ صلاح الدین ایوبی نے بغیر سودی معیشت کے یورپی مملکت کو شکست دی ہے۔ آپ سودی معیشت کے متعلق یہی راستہ بتانا چاہتے ہو۔

(مداخلت)

Madam Deputy Chairman : Manzoor Gichki Sahib, he (Maulana Niazi Sahib) is already on point of order.

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی : یہ مجھے چیلنج کر رہے ہیں۔ میں نے پرائم منسٹر سے بات کی۔ میں نے انہیں روکا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : مولانا عبدالستار نیازی صاحب یہ موقع نہیں ہے۔ اس بات کو کرنے کا۔ آپ اپنی تقریر میں.....

Maulana Muhammad Abdus Sattar Khan Niazi : He (Syed Iqbal Haider) definitely pointed towards me.

سید اقبال حیدر: جماعت اسلامی نے بھی یہی present کیا تھا۔

مولانا محمد محمد عبدالستار خان نیازی: جماعت اسلامی کو چھوڑیئے اس نے کہا کہ مضاربت ہے مشارکت ہے۔ حل موجود ہے۔ صلاح الدین ایوبی نے چودہ یورپین سلطنتوں کو شکست دی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: مولانا صاحب! یہ طریقہ کار نہیں ہوتا۔ پوائنٹ آف آرڈر پر۔ یہ غلط بات ہے۔ جو بھی بندہ اٹھتا ہے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کرتا ہے۔ اگر سارے اٹھیں گے تو پھر یہ سسٹم نہیں چل سکتا۔ صدارتی خطاب پر، شریعت بل وغیرہ پر ہر ایک اپنا نقطہ نظر بیان کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ آپ متفق ہوں یا نہ ہوں۔ وہ آپ اپنی تقریر میں بیان کریں کہ یہ بات غلط تھی اور یہی صحیح تھا۔ جناب اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider : Madam Chairperson, my point of view was that if we are not so much scared or under the pressure of a handful of fundamentalist of Mullahs, then why should we forego our constitutional right which is not deniable. My point is this. Federal Shariat Court's verdict is not sacrosanct معاذ اللہ . It does not enjoy the status of our کلام پاک . Federal Shariat Court can be wrong, and it has happened how many cases should I cite before you in which the Federal Shariat Court has changed its views. I have already cited one case of رجم that one day the Federal Shariat Court said, "Rijjam" is un-Islamic. Next day the Shariat Court's Judge is removed then another Judge comes and he says that it is Islamic. Then there was a seminar on Islamic Banking organized by no other person by Mr. Sartaj Aziz, I must inform this, only last week, as a matter of interest, I went there. The scholars from Pakistan, from Egypt, from Saudi Arabia, from Qatar etc. were there and they all said, that if we are a good Muslim, if we have faith in Allah, if we have faith in His Holy Books, if we have faith in the sayings of the Prophet and Sunnahs, if we really practice then there is no problem in bringing Islamic Banking System. I asked two questions that please tell me a single country where there is Islamic Banking system. Name me one country in the world where there is Islamic Banking system? The answer Madam Chairperson, was, sorry brother. This is the tragedy that there is not a single country which is having Islamic Banking

System. Then I asked him that brother, am I not then justified in assuming that there is not ruler in the world who really believes in Islam. Who really has faith in God, who really has faith in His Holy Books and Prophets because there is no such thing.

The fact of the matter, Madam Chairperson, is that there is no such thing as called "Islamic Banking System". There is no such system and let us talk realities and let us not insult the intelligence of the people. Whatever 'Musharaka' and 'Mudarba' is an Investment System? It is not a Banking System. The Banking System as rightly defined by all the religious scholars is that you have a fixed pre-determined return and have have no risk of losing your capital. That is Riba. Prof. Khurshid, I wish he had been here, because that is what his statement was and most of ....., now those systems of partnership, partnership is not banking, partnership is business. Partnership can be in industries which is already prevalent everywhere in the world., but don't confuse by calling Riba, or 'sood' or interest by creating definition that there is a difference between ushr and interest, you are just playing with the words. By calling that, no, don't use the word 'Interest', use the word 'Mark Up', use the word 'Service Charge', use the word 'profit'. If we are a good Muslim at least we should not try to deceive Allah Taallah. Are we not deceiving the nation by معاذ اللہ calling if I have alcohal in a bottle of Rooh Afza it does not become Rooh Afza, it remains alcohol, this is simple logic.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وقت کا ذرا خیال رکھیں اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider : Therefore, I said that this fundamentalism must be given up and the government should be bold enough to say, yes we will exercise our right of appeal, yes there is no such thing as Islamic Banking System and tell the truth to the people and if you want to do it and what is the Shariat Bill that the foreign contracts and payment of 'Sood' or 'Riba' to foreigner is allowed. Now, what sort of a joke it was Madam Chairperson, that Zakat is being deducted and still being deducted from *'Sood'* and they say it is *hallal*. Is it not a joke with Islam, are we not trying to ridicule our religion? Are we not trying to fool our people? That is what the fundamentalism is that we don't have the courage of conviction, the courage to say that yes there is nothing called Islamic Banking System i.e. business and investment. Now,

coming on the women's seat, this government talks of the women's seat.

اسلام میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو جتنے حقوق دیئے ہیں اتنے تو کسی معاشرے میں نہیں دیئے گئے۔

Madam Deputy Chairman : Thanks God.

سید اقبال حیدر : جی اسلام میں سب سے زیادہ حقوق دیئے ہوئے ہیں۔ بھئی اگر اتنے دیئے ہیں تو پھر یا تو تم اسلام سے منحرف ہو یا اس کے مخالف ہو کہ آج ڈیڑھ سال سے زیادہ گزر گیا ہے۔ بارہویں ترمیم ۳۵ منٹ کے اندر ہمارے سر پر نافذ کی جا سکتی ہے لیکن خواتین کی سیٹوں کا معاملہ جو ہے تم ملاؤں کے دباؤ میں آکر بھولے ہوئے ہو جس پر کوئی controversy نہیں ہے۔ خواتین کی اگر representation ہو جائیگی تو کس کا ایمان خراب ہوتا ہے جی۔ کس نے کہا ہے کہ خواتین نیشنل اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں نہیں بیٹھ سکتیں۔ اس معاشرے کے اندر کہ جہاں پر خواتین کے gangrape ہوتے ہیں۔ مسلسل ایک روایت بن گئی ہے interiors میں خاص طور پر اور پنجاب میں کہ جس کی جس کسی خاندان سے دشمنی ہے وہ دوسرے خاندان کی عورتوں کو ننگا کر کے ان کی بے حرمتی کرتا ہے اور حکومت کہتی ہے سکون ہی سکون ہے، امن ہی امن ہے، کوئی مسئلہ نہیں ہے اور ان حالات میں ایک ایسے معاشرے میں خواتین کو general seats کے اوپر الیکشن لڑنے کے لیے بہت بڑا حوصلہ اور بہت زیادہ popularity چاہیے Fortunately ہمارے ملک میں صرف دو تین ہی خواتین ہیں جو کہ عوام میں اتنی popular ہیں کہ انہیں کوئی مرد ہاتھ ہی نہیں لگا سکتا اور یہ اعزاز میری پارٹی کو حاصل ہے اور دوسری ہر خاتون کو وہ مقبولیت اور وہ مقام حاصل نہیں ہے کہ وہ اس طرح سے جنرل الیکشن میں حصہ لے سکیں۔ خواتین سے ہمیں بڑی ہمدردی ہے، ہم خواتین کے حقوق کو ختم نہیں کریں گے۔ ہم انہیں پورے حقوق دیں گے اور یوں کریں۔ جناب! ہمیں الفاظ سے نہ بھلائیں اگر واقعی تمہاری نیت صاف ہے تو کل amendment to the Constitution پیش کرو۔ and we will

pass it but you have no such intention, have no such desire that is why the women's rights are being violated religiously. The law of evidence has been imposed on us which is 'غیر شرعی', in the name of Islam. The Hadood Ordinances, the blind, poor, disabled woman was convicted for the charge of rape without conviction of a man who raped her. Is this the Islam? Is this the Shariat? A blind, disabled, poor woman being convicted for the charge of rape who raped her. 'وحشی درندہ' without even arresting the rascal and that You know one infant, one newly born baby was lying outside the Mosque of Nazimabad. The mullah sitting there immediately passed the *fatwa* that kill that newly born baby, stone him to death because he is a bastard. Now, is this the Islam? It is on that very day in the city of Karachi which is supposed to be an educated city. ایک نوزائیدہ بچے کو اس ملا نے مارنے کا حکم صادر فرمادیا اور اسے کوئی روکنے والا نہیں تھا۔ یہ میں کہتا ہوں یہ fundamentalism ہے اس ملا کی، تم نے کیوں نہیں اس کو پھانسی پر چڑھایا ختم کیا، وہ قتل کا واجب ہے کیونکہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ وہ بیچارہ نوزائیدہ بچہ جس کے متعلق معلوم بھی نہیں کہ وہ حرام ہے یا حلال، اس کو مارنے کا حق کسی کو نہیں ملا ہے۔ یہ وحشی درندوں کو ملا ہے؟ ان fundamentalist ملاؤں کو ہم یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ کسی بھی بچے کو آپ اس طرح ہلاک کر دیں اور مار ڈالیں اور کہہ دیں کہ یہ اسلام ہے۔ قطعاً نہیں۔ یہ اسلام نہیں ہے۔ یہ اسلام کے دشمن ہیں۔ یہ حقیقت ہے اور I will give you the clipping. یہ پرانا واقعہ ہے، تازہ واقعہ نہیں ہے۔ یہ اس دور کا واقعہ ہے جب ضیاء الحق اسلام کا جھنڈا لئے ہوئے اپنے ناجائز غیر قانونی، غیر آئینی رول کو تحفظ دے رہے تھے۔ اسلام کے نام پر، اس وقت کے یہ واقعات ہیں۔ صوبہ سرحد میں کتنی دفعہ واقعہ ہوا ہے کہ جناب وہاں قبائلی علاقے میں stoning to death کے واقعات ہوئے کہ مجرم کو سزا دی جارہی ہے stoning to death کیا یہ fundamentalism نہیں ہے۔ ابھی جو دو لڑکے پکڑے گئے تھے جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ تھے تو وہ امریکن لیکن انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کا جھگڑا ہوا۔ ان بیچاروں کے ہاتھ پاؤں سب کچھ کاٹنے کا حکم دے

دیا۔ یہ بربریت ہے اسلام نہیں ہے۔ اسلام میں رواداری ہے، معافی ہے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس طرح کی کوئی بات بتادیں۔ اسلام میں تو بالکل جبر نہیں ہے یہاں تک کہ یہاں پر جو واٹر کولر ہے وہاں سے گلاس تک ہٹادیئے گئے ہیں۔ بھئی آپ کو کیا معلوم کون بیمار ہے، پانی بھی نہیں پی سکتے آپ، ہو سکتا ہے کوئی اور آدمی بھی یہاں پر ملاقاتی آئے جو مسلمان نہ ہو۔ آپ نے گلاس تک ہٹادیئے ہیں کہ کوئی پانی بھی نہ پی سکے۔ یہ کہاں کی زبردستی، یہ جبر تو دین میں ہے ہی نہیں۔ آپ fundamentalism پر چلے ہوئے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ کے پانچ منٹ باقی ہیں۔

سید اقبال حیدر: نہیں میری محترم چیئرمین صاحبہ! پانچ منٹ تو نہیں میرا ایک بہت اہم پوائنٹ باقی ہے وہ یہ ہے کہ ۱۹ دسمبر کو جو کچھ واقعہ ہوا اس کی میں explanation کر دوں I owe to this House. وہ بڑا اہم نکتہ ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اقبال صاحب آپ چار دفعہ وہ نکتہ بیان کر چکے ہیں۔

سید اقبال حیدر: نہیں میں نے اس کا explanation نہیں دیا۔ No, I have not talked. I have mentioned about it that I will speak on what happened on 19th of December, that is my last point but before I go I may say that briefly, what are the policies of the government generally? Complete confusion, chaos, uncertainty, no sense of direction is prevailing in all spheres, in all departments. Now, I have talked about foreign policy. Everyday as you must have noted. One day there is a statement 'we will recognize Israel'.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ بھی آپ بول چکے ہیں۔ Don't repeat it

سید اقبال حیدر: اچھا چھوڑیں foreign policy پر contradictions are evident. Every Minister, every Ambassador, every Secretary-Shaheryar, Zaki or our Foreign Minister of State - Mr. Kanju they are all playing their own beat. There is no consistency in the statements of either of them which has created havoc on the issue of nuclear, on the issue of Kashmir, on the issue of Afghanistan, on the issue of foreign aid. Nobody knows what is the foreign policy of Pakistan, one. Second, employment. After long time we heard

the good news at the end of December that the ban on employment has been lifted. Now very next week we heard the news ban has again been imposed. Have you really given employment, how many people have you employed, what is this joke with the people? All were waiting, all the unemployed people, millions of them, were waiting, thanked God the ban has been lifted and we will have an opportunity but if they were not to be employed then why did you lift the ban? I tell you why they lifted the ban, Sir, to accommodate their own favourite workers and relatives and their supporters and to close doors of employment for the rest of the people-total discrimination.

Then there is a budget. Oh, budget, they have played a joke with the budget. There is Government officials price rise before the budget, in the budget, after the budget and every month. The prices of air travel have been changed, prices of electricity have been changed, prices of gas have been changed, prices of essential goods have been changed and they are kept changing after every two months. Now you go to the bazar. Tall claims have been made by the Prime Minister, 'on first of Ramazan, oh, we will provide consumers goods or essential goods for the people at the subsidized rates.' You go to the utility stores, find first whether the goods are available or not? They are empty and if you ask about anything which is available that is hardly anything less than the market. Now my contention is that this price rise; daily one notification we hear, telephone charges were raised in the budget by 20%, one month after the budget they imposed a 25% surcharge. Same was, the electricity charges were raised in the budget, two months after they raised another surcharge, why are you doing that? What is the sanctity of the budget? If this government is incapable of planning its economic policies, it has no right to rule if every month the estimates have to change.

Then there is a problem of industrialization. There also tall claims are being made, we will promote industrialization in this country. There was a conference held last year in November to invite all the foreigner investors. On one hand they invited, I ask them how many projects are being brought with the exception of Daewoo-the 'Daewoo' of Pakistan. There is nobody who is coming because he has been given a fully license to plunder and loot the economy of Pakistan for next 10 years because he will be charging

the toll tax on the Highway at the rate of 300 and 400 rupees per vehicle who will be able to pay, and then open import. On one hand they say we are promoting industrialization on the other hand everything is freely being imported in Pakistan without even payment of duty. How will my industry survive? How will my enterpreneur sell his TV, Radio, VCR, Tape Recorder or Kitchen goods and material when everybody is allowed to bring everything from the green channel without payment of duty, surcharge, sales' tax; nothing and how will my industry survive when my Prime Minister hates to use any Pakistani material in even the Prime Minister's House. اس کو تو پاکستانی نل تک سے نفرت ہے وہ تو پانی بھی باہر سے امپورٹ کرتا ہے اور وہ ایک ایش ٹرے ۱۷ ہزار روپے کی خرید تا ہے۔ ایش پھینکنے کی بھی قیمت ۱۷ ہزار روپے ہے۔ الامان الحفیظ اوپر سے کہتے ہیں کہ خزانہ خالی ہے۔ میں بہت جلدی جلدی جارہا ہوں اس کے بعد ایجوکیشن جو بہت ہی اہم مسئلہ ہے، محترمہ یقین مانیں میرے سندھ میں بہت برا حال ہے۔ ہمارے طالب علم دو، تین، چار چار سال پیچھے ہیں۔ یقین مانیں۔

I am not exaggerating iota of words when I say that instead of promoting education there is a conscious wave of de-education being pursued by this government because education is not giving of the degree. Do you know that even the examination centres are controlled by the terrorists in the cities and in the interior of Sindh only those people will sit and will be provided all the answers to all the questions who will pay Bhutta to the Ghunda sitting outside and on top of it you can by any kind of degree original, genuine with full record for paltry sum of five thousand ten thousand rupees that is free for all. There is anarchy. My educational institutions are not dispensing education. They are dispensing Kalashnikovs, it is a serious thought. President has totally overlooked this aspect that what is happened to my educational institution. You know, there are no grants either for the Karachi university or for the Jamshoro university. They are in massive deficit, no bank gives them loan, how will they educate? The teachers are not being paid, there is a de-education, who will run my country after this generation will be over, has the President ever thought of it? We were so much educated Madam Chairperson! that my boys and my technocrats were being welcomed throughout the world. Now as you know that

even doctor's degree of Pakistan is not being recognized anymore and my engineers' degree are not being recognized anymore. My expatriates who were leaving Pakistan they use to send three billion dollars remittances to my country. Now those remittances have dropped to hardly half a billion dollar, there is no concern, there is no worry, they are happy. The lesser people are educated, the lesser will be the political conscienceless, the lesser will be problem for the dictators. They will not know their right. They will not know their role. There will be .....

سکون ہی سکون ہے۔ سکون ہی سکون ہے۔ سب جاہلوں کا مجمع اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ اور چار چار سال پیچھے ۱۹۸۹ء کے امتحان جو ہیں ۱۹۹۲ء میں ہو رہے ہیں۔ کون سا؟ First year batch 1989, first year batch of 1990, یہ کیا مذاق ہو رہا ہے۔ تمام professional colleges میں یہ مذاق ہو رہا ہے۔ ایل ایل بی میں بھی یہ مذاق ہو رہا ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ جناب ایجوکیشن کے اوپر جس طریقے سے آپ نے عدم توجہ کی۔ یہ لفظ ہی نہیں ہے پورے خطاب میں۔ نہ گورنمنٹ میں ہمیں In the Academic Institutions, academic atmosphere must be restored forthwith under all circumstances and it is not being done because of lawlessness and anarchy particularly in my province. It is not so in the province of Punjab and Frontier. So, education is the key for the survival of my country and this wave of de-education must be stopped, it will only stop of you establish order, if you stop depending upon terrorist. For political consideration you don't take any action against the terrorists and the criminals and the dacoits, then naturally it will be free for all. Who is responsible for this destruction?

My next point on the Kalabagh. Every day there is a new story, one component of the IJI says one thing about Kalabagh, other component of the IJI says different thing on Kalabagh and then the tall claims and the proud claims and the nationalist claims are being made from Punjab. Oh, Kalabagh اور۔ بن کر رہے گا کالا باغ، بن کر رہے گا۔ جیسے کہ کالا باغ کا بننا ایسے ہے کہ جیسے کہ پاکستان کا بننا ہے جیسے کہ ہم ہندوستان میں نعرہ لگاتے تھے۔ بن کر رہے گا پاکستان اور آج یہاں یہ نعرے لگایا جا رہا ہے کہ بن کر

رہے گا کالا باغ، دوسرا نعرہ لگا رہا ہے کہ over my dead body, within the govern-ment, oh Bhai this is a confusion, for once and all please have consensus among the four federating units. Don't try to impose such a heavily expensive project against the wishes of the people of Pakistan. Bhasha Dam will cost you less than 10% of Kalabagh Dam. The kalabagh Dam's life for your information, Madam Chairperson, is hardly 25 years. Bhasha Dam is a natural Dam. It is between the mountains. It has indefinite/infinite life, at least surviving for thousands years because it is you only need to make a wall. I have visited last year that site personally. میں نے کہا کہ جا کر دیکھیں تو سہی کہ یہ ہے کیا چیز۔ پرسنلی میں نے کہا کہ جا کر دیکھیں تو سہی کہ یہ چیز کیا ہے and this is a natural site. You need to put a wall. Who can move the mountains? یہ تو قیامت کے دن ہو گا یعنی قیامت تک بھاشا ڈیم چلے گا لیکن کالا باغ ڈیم کو ۲۵ سال میں اس کا پانی ہی لے ڈوبے گا اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس کے اوپر ملکی مفاد میں سوچیں۔ ملکی مفاد میں پالیسی بنائیں۔ اب ورلڈ بنک نے کیا کہا ہے۔ ورلڈ بنک نے نوٹس دے دیا کہ ہم تمہیں ایڈ اس وقت دیں گے جب آپ دسمبر میں کالا باغ ڈیم کے بارے میں فائنل نہیں کر لیتے مگر دسمبر تک یہ فائنل نہیں کیا and the government is cutting a sorry figure, or apologetic.If some body threats, no, and somebody says, no, it اچھا سرکار Kalabagh Dam will not be made. ہاں، ہاں، ٹھیک ہے بھائی، ٹھیک ہے بھائی یہ کیا مذاق بنایا ہے۔ will have to be made. یہ تم گورنمنٹ ہو، یا مسخرے ہو کہ جو بھی دھمکی دے، اس کی دھمکی میں آ جاتے ہو۔ economy and corruption, the final point, but one لاسٹ پوائنٹ تو میرا وہ ہے ۱۹ دسمبر والا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اقبال حیدر صاحب، آپ دو گھنٹے سے اوپر بول چکے ہیں۔

سید اقبال حیدر: میری محترم بزرگ، مسئلے بھی کافی ہیں۔

میڈیم ڈپٹی چیئرمین : میں، بزرگ نہیں ہوں۔ اب آپ چھوڑیں اور بات ختم کریں۔

سید اقبال حیدر: محترم چیئر پرسن، میں آپ کی کتنی عزت کرتا ہوں، کتنا احترام کرتا ہوں یہ میں ہی جانتا ہوں اور میں آپ سے صرف یہ بات کر رہا ہوں کہ مسائل بھی تو ہمالیہ پہاڑ تک ہیں۔ اتنے مسائل ہیں کہ جن کا میں ذکر کرتا چلوں تو میں یہاں رات بھر بول سکتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ ذرا مختصراً بولیں۔

سید اقبال حیدر: یہ کیوں۔ اس لئے کہ مجھے اپنے ملک کا مفاد عزیز ہے۔ میں اکانومی پر بات کرتا ہوں۔

Madam Chairperson, everybody in the government is talking about the mess of economy. Just last week, our CBR Chairman visited Karachi and the gloomy picture that he painted to the Chamber of Commerce and Industries is really shocking, that what will happen in the next Budget? He told the Chamber of Commerce Karachi that in the next Budget to be presented within two or three months. Defence expenditure would rise from current 31 billions to 90 billions or 100 billion.That is an increase of 30-35% and debt servicing which is around 63 billion rupees would rise too. Rise by 60% which means by 38 billion further money on debt servicing. If he is right, the increase in expenditure under these two heads alone would be between 57 and 67 billions and that is more than three times. The heavy additional taxation. Our last year's taxation was 18 billion. It is more than three times, the heavy additional taxation of 18 billion imposed this year, prior to 25% increase in surcharge and following the levy of heavy additional taxation. 16 of those taxation measures had to be withdrawn or revised according to the President.

My contention is that we are heading to a very serious economic crises. I have large numbers of clippings on which the newspapers have been raising attention of the people on not one account but on vital social projects abandoned. Even today's newspapers carry mounting deficit cast shadow on aid prospect, vital social sector projects being abandoned, World Bank rejects aid on ten energy projects. Now energy crisis, the World Banks stop aid for ten energy projects. American aid has been stopped, impact of US-AID suspension, vital social projects have been

abandoned. The printing of money has been. Mr. Sartaj Aziz has addressed the press conference two weeks ago and his press conference was nothing but a *'Marcia'*. وہ رونا رو رہے تھے زبوں حالی معاشیات کا، وہ کہہ رہے تھے کہ مجھے تو ڈیفسیٹ کرنا پڑے گا۔ مجھے تو ہیوی ٹیکس لگانا پڑیں گے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایک منٹ کے لئے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اب یہ ملک چلانا ہے، ہمیں اس ڈیفسیٹ کو پورا کرنا پڑے گا میں یہ پوچھتا ہے۔ You know, what is painful for me to find that the revenue receipts have gone down by 70%. What was expected to be received revenue receipts have got down by 70% and the non-developmental expenses have increased by 60%? If you are in economic crisis, Mr. Sartaj Aziz, for God's sake, instead of increasing the rate of taxes you have every duty to make sure that the revenue is received 100%. Mr. Prime Minister also pleaded guilty that the entire textiles sector pays a paltry of some of 17 crores, can you imagine that all these giant mills, innumerable mills coming on stock exchange?

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اقبال حیدر صاحب۔ اب آپ لاسٹ پوائنٹ پر آجائیں۔

سید اقبال حیدر: اچھا جی، Then on the receipts, then the CBR Chairman pleaded guilty that the duty drawback is an export quota. duty drawback is 230 ۔ اس میں ڈیوٹی واپس مل جاتی ہے Duty drawback million without exporting one company draw back duty of Rs.230 million without exporting anything but with the help of forged documents, he also said that the whole of Pakistan total exports annually 100 crores. But the government gives duty drawback of Rs.275 crores. Now instead of collecting revenue total export is 100 crores, you cannot pay more than 100 crores of duty draw back but they are paying 275 crores. This is an open cheating plunder all over the country. This is one example that the revenues have been reduced. Deficit financing is being pursued. Now deficit financing has reached but the year is not completed yet, 200 billion rupees. 100 billion rupees is the present estimate, 3-4 months more to go. God help people of Pakistan when the Budget will come and in any event there is no sanctity of Budget because whatever figures and estimates are given in Budget, they are fraudulent and there is rampant corruption.

Madam Chairperson, Daewoo is not the only case. You take out any contract of this government, it is a max of stinking corruption openly. Just now, in one day, Madam Chairperson the whole of Income Tax Department, in one day, of 17th December, the entire, from Peshawar to Karachi they bought IBM computer without issuing any tender, without receiving any bids, one stroke of pen order was issued to and who and who, why? Because one of the members of the Income Tax Commission Sadat Haider and Co. was also a partner of IBM. This is a open corruption. Take any deal. You are talking of Highway, the Daewoo has also been given contract for ships, two ships for PNSC are being purchased from Daewoo and 8 more ships are to be purchased from Daewoo alone. The most interesting thing is that Daewoo was not the pre qualified company. Before buying the ships they have pre qualified the suppliers. There were only two suppliers one from Germany, one from Korea, and Daewoo name did not appear among those pre qualified suppliers. But the order is placed to Daewoo overnight and this is not the only thing. Daewoo has also been given the communication contract to install the telephone exchanges in our Frontier as well as in the rural Punjab. What is Daewoo?

Madam Deputy Chairman : Stop please.

Syed Iqbal Haider : No. The last point that I want to come but I will definitely briefly say that the President has paid compliment to the journalists.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بس جی اب اقبال حیدر صاحب ختم کردیں۔

سید اقبال حیدر: میں ختم کر رہا ہوں بیگم صاحبہ! ختم، ختم، بالکل آپ فکر نہ کریں۔

President has paid compliments that the journalists despite all the difficulties and hardships have tried to perform their duties but the painful thing is that whole year the various incidents of murder of Abdul Rashid of Nawa-e-Waqt and the Nation in September, 1991, torture and arrest of Shabbir Bhutto, stabbing of Kamran Khan, arrest and harassment of Sheri Rehman, Editor of herald, attack on Zaffar Abbas of BBC and Herald and attack on the sons of Mr. Shaheen Sebhai a Correspondent of Islamabad and attack on Nafisa Hoodbhai and attack on the offices of Takbeer, attack on the offices of Musawat not one culprit has been arrested and the

President did not considered it necessary to question while so many instances took place through out the country but not one terrorist or culprit has been arrested or punished then what is the protection government is providing to the press and the working journalists? The answer is none, then how will this survive? This is one point.

Lastly, Madam Chairperson, on 19th of December this building witnessed an unusual incident. Undoubtedly it was unfortunate. This Parliament saw such unpleasantness and we were all grieved. No doubt about it that the office of the President is symbol of unity of Pakistan, there is no doubt about it. But it is a symbol of unity please don't confuse the individual with an institution, he is not institution of unity. The institution of unity is Parliament and symbol of unity can only be achieved Madam Chairperson, if that symbol acts in an impartial fair and just manner without any discrimination or ill will against any person. The moment that symbol discriminates he acts to divide the nation not unite the nation. The oneness of the nation is eroded the moment you discriminate, the moment you express your bias and prejudice, the moment you follow unfair and double standard. Madam Chairperson, who would like to have such an unpleasantness? Nobody. Neither you nor me.

Right from the day my government came into power we were subjected to various form of discriminatory bias and prejudice treatment. Even in the 6th of August incident we continue to follow that, I will not repeat what I have said earlier but all I am saying Madam Chairperson, that whatever was all the atrocities that were taking place I have personally been also communicating to the President that these are the list of crimes being committed by his beloved and his blue eyed Chief Minister and the Caretaker government and the government followed thereby. Repeatedly my party leader has been sending him all the list of just and fair unexagerated and irrefutable grievances. Time and again we continue to send those messages, they were falling on the deaf ears. Madam Chairperson, we even decided to send a delegation to meet the President beside the meeting of my Co-Chairperson on 17th of August in Islamabad for which she was snubbed and ridiculed. We even decided in the first week of November, everybody knows, to meet the President and brief him about it. All the thing to have a satisfaction that may be, our letters and our representations have

been ignored. You know we were snubbed. Madam Chairperson, this country has seen three bureaucrats who have been the Head of States - Ghulam Muhammad, Iskandar Mirza and the present President Ghulam Ishaque Khan, they are Head of the States but they have a common characteristic of lust for absolute power. As I have pointed out earlier there are several violations.

Madam Deputy Chairman : Now it is time Iqbal Haider Sahib, please.

Syed Iqbal Haider : No, I am finishing. Let me just make my final submission. In all, whenever they were the Heads of State they resulted in dissolution of the governments and the Assemblies. We pray to Allah that no such incident occurs but if anybody will exceed his role of Constitution or powers, if anybody will pay no heed to our grievances, if anybody will continue to behave and violate the oath of office we will continue to call him fascious, fascious, fascious and this is what I said. And I believe in Islam and I support my point of view by one saying of Hazrat Umar.

(مداخلت)

Syed Iqbal Haider : No, I have to cite one saying of Hazrat Umar. حضرت عمرؓ کی قباء کے اوپر جب بدو نے کہا کہ حضرت عمرؓ تمہاری قباء کا سائز کیوں اتنا بڑا ہے۔ میں تو بزدل تھا مجھ میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ میں ان کی شیروانی کے سائز کو ماپ سکتا۔ لیکن اس بدو نے کہا کہ اگر تم اسلام کی تبلیغ کرتے ہو، اگر تمہیں اسلام پسند ہے تو پھر حضرت علیؓ کی سنت کی پیروی کرو باقی جو معاملات ہیں یہاں انگلینڈ کی مثالیں دی گئی ہیں.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اقبال حیدر صاحب پلیز آپ بیٹھ جائیں، پلیز آپ بیٹھ جائیں، شکریہ جناب، ظریف خان مندوخیل صاحب۔

شیخ ظریف خان مندوخیل : جناب چیئرمین صاحبہ! ۱۹/دسمبر کو صدر پاکستان جناب غلام اسحٰق خان صاحب کی تقریر کے دوران میں وہاں موجود تھا اپوزیشن کا رویہ دیکھ

کر انتہائی دکھ ہوا اور افسوس بھی اور وہ قابل مذمت تھا۔ حالانکہ یہ ان سب کو بخوبی علم ہے کہ اس موجودہ حکومت نے بڑے بڑے ملکوں کے سامنے جھکنے سے بھوکا رہنے کو ترجیح دی اور ہم اصولوں پہ سودے بازی نہیں کریں گے۔ یہ امریکہ، روس کے سامنے نہیں جھکے اور یہ موجودہ حکومت کو ہی اعزاز حاصل ہے۔ اور یہ اپوزیشن والے ہمارے بھائی ہیں اور ان کا اور ہمارا ملک ایک ہے۔ ہمارا مذہب اسلام ایک ہے۔ سب کچھ ایک ہے۔ پتہ نہیں یہ حکومت کی ہر ایک چیز کے خلاف کیوں ہیں؟ شریعت بل پیش ہوا تو ان لوگوں نے اسے کاغذوں کا چیتھڑا بولا، موٹروے کو انہوں نے بھتہ سمجھا کہ حکومت اس پر بھتہ لے رہی ہے حالانکہ یہ انتہائی اچھا اقدام ہے۔ ہمارے ملک میں روڈ نہیں ہے۔ جن لوگوں نے گیارہ گیارہ سال حکومت کی انہوں نے روڈ نہیں بنائے۔ شریعت بل کا کسی نے پنتیالیس سال میں کوئی ذکر نہیں کیا۔ جب اس حکومت نے شریعت بل پر کام شروع کیا۔ خدا کے فضل سے اس کو تقریباً مکمل بھی کر لیا انہوں نے اسے کاغذوں کے چیتھڑے کہا۔ ہمارے بھائیوں نے کہا کہ ۱۹ تاریخ کو جو کچھ ہوا یہ جمہوریت کا ایک حصہ ہے اور یہ ہونا چاہیئے۔ جمہوریت میں سب سے بڑی چیز شائستگی ہے۔ اگر ملک میں جمہوریت ہو اور جمہوریت میں شائستگی نہ ہو تو میرے خیال میں پھر اس جمہوریت سے عوام مارشل لاء کو زیادہ پسند کریں گے۔ اس حکومت نے جتنے کام کیے ہیں وہ ایوان بالا، قومی اسمبلی اور ہمارے عوام، سب کو معلوم ہیں۔ پانی کی تقسیم اس حکومت نے کی۔ شریعت بل پیش کیا۔ یہ موٹروے ابھی بنا رہا ہے جو پاکستان کی تاریخ میں ایک اچھا اقدام ہے۔ ہمارے ہاں نہ کوئی روڈ ہے نہ کوئی شریعت بل تھا نہ کوئی چیز تھی۔ اب جو حکومت کر رہی ہے اس سے ہمارے بھائی پتہ نہیں جلتے ہیں یا برداشت نہیں کر سکتے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس حکومت کو پانچ سال کام کرنے دیں انشاءاللہ آپ لوگوں کو بھی بچا کھچا ووٹ ملے گا۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ جب ہم نے کہا کہ ناجائز اسلحہ صوبوں سے جمع کروالیں تو اس پر بھی بھائیوں نے مخالفت کی۔ حالانکہ ابھی ناجائز اسلحوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ یہ خودکشی کے مترادف ہوگا اگر اسے کنٹرول نہ کیا گیا۔ میں یہ کہتا

ہوں کہ اس حکومت نے کتنے اچھے کام کیے ہیں، خلیج کے بحران میں پاکستان نے امن کے لیے جو کردار ادا کیا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے اور یہ ایک بہترین اقدام تھا نواز شریف صاحب کا۔ ہم لوگوں کو پاکستان کے عوام ووٹ دیتے ہیں اور ہم ایوان میں آکر باہر کے ممالک کی نمائندگی کرتے ہیں اور اس کی صفت بیان کرتے ہیں۔ ہمیں پاکستان کی صفت بیان کرنی چاہیئے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور انشاء اللہ اگر موجودہ حکومت کو چلنے کا موقع ملا تو وہ دن دور نہیں جب پاکستان ہر چیز میں خود کفیل ہو جائے گا۔ یہاں ہمارے بھائی کہتے ہیں کہ اس حکومت نے یا اس سے پہلے کی حکومت نے افغانستان میں بیس لاکھ آدمیوں کو مروایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر پاکستان افغانستان میں یا وہ بیس لاکھ یا پندرہ لاکھ لوگ جو اپنے عزت و ناموس کے لیے شہید ہوئے ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو روس کے عزائم پاکستان کے لیے بھی اچھے نہیں تھے۔ اور اس پارٹی کے لوگ اس وقت یہ کہتے تھے کہ یہ جنگ روس اور امریکہ کی ہے۔ آج کل یہ کہتے ہیں کہ بیس لاکھ آدمی حکومت نے مروائے ہیں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ اپوزیشن کے بھائی بھی ہمارا ساتھ دیں۔ اس ملک میں اچھے کام بہت ہوں گے کبھی اگر کوئی غلطی ہوئی تو یہ تنقید برائے تنقید نہ کریں اور ہماری رہنمائی کریں تو ہم اس چیز کو صحیح کر سکیں متفقہ طور پر اگر شریعت بل میں انہیں کوئی خامی نظر آتی ہے۔ اور روڈ بھی ہم بچت کے لیے بنا رہے ہیں اور خلیج کی جنگ کو ہم کیوں امن کی صورت میں بدلتے ہیں اسے جاری کیوں نہیں رکھتے ہیں اور ہر ایک چیز کی مخالفت ہو گی تو یہ نقصان کسی کا بھی نہیں ہو گا، ہمارے اپنے ملک کا ہو گا اور ہمارے ملک میں غریب عوام کو نقصان ہو گا۔ سندھ کے حالات کو اس وقت تک درست نہیں کیا جا سکتا جب تک ہم سب اس حکومت کا ساتھ نہ دیں اور بھرپور ساتھ نہ دیں۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ بھائی بھائی کو مارتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ رینجرز کا قصور ہے، یہ ملیشیا کا قصور ہے۔ اور اپنے آپ کو سب بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔ میرے خیال میں ہم سب کو مل کر سندھ کے حالات صحیح کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ایک دوسرے پر تنقید نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر ہم سندھ کے

حالات میں دلچسپی نہ لیں اور اپوزیشن مخالفت برائے مخالفت والی پالیسی جاری رکھے تو میرے خیال میں خدانہ کرے سندھ کے حالات مشرقی پاکستان جیسے نہ ہو جائیں۔ کشمیر، افغانستان اور فلسطین میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے اور ہم سب پاکستانیوں نے حتی الامکان ان کا ساتھ دیا ہے۔ افغانستان کے لیے ہمارے عوام نے قربانیاں دی ہیں، ہمارے لیڈروں نے دی ہیں، اپوزیشن بھائیوں نے دی ہیں۔ میرے خیال میں یہ قربانیاں اب آخری وقت میں ہمیں ضائع نہیں کرنی چاہئیں۔ جب تک افغانستان میں صحیح اسلامی حکومت نہ بنے تب تک ہم لوگوں کو ان کا اسی طرح خیال رکھنا چاہیئے جس طرح ہم نے دس بارہ تیرہ سال رکھا۔

اپنے ملک میں ہم صرف اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ ادھر پیسہ نہیں لگا ادھر نہیں لگا یہاں نہیں لگا وہاں نہیں لگا۔ ہماری ڈویلپمنٹ پر جتنے پیسے لگتے ہیں وہ میرے خیال میں صحیح طور پر لگتے نہیں بلکہ ضائع ہوتے ہیں۔ ضائع اس لیے ہوتے ہیں کہ یہاں انگریزوں نے ۱۹۴۰ء میں کوئی کام کیا ہے وہ ابھی تک صحیح حالت میں ہے۔ جو ہم نے ۷۹ء اور ۸۰ء میں کام کیے اس کا اب نام و نشان بھی نہیں ہے۔ کام کی کوالٹی کو بہتر بنانا چاہیئے ورنہ ہمارا سارا پیسہ ضائع ہو گا۔ چاہے تعمیر وطن پروگرام کرو۔ ہمارے محکموں میں کام کا معیار اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتا جب تک کمیشن یا پرسنٹیج کی لعنت ختم نہیں ہو جاتی۔ حکومتیں آتی جاتی ہیں۔ پنتالیس سال میں کسی نے یہ نہیں سوچا کہ اتنی دیدہ دلیری سے کیوں ہمارے محکموں میں پچاس پرسنٹ کسی میں پچیس پرسنٹ کسی میں بیس پرسنٹ رشوتیں لی جاتی ہیں۔ اب تو وہ دیدہ دلیری سے کہتے ہیں کہ نہیں بھائی پانچ پرسنٹ ہمارا منظوری پر ہے۔ اس طرح کی چیزوں کو اگر ہم نہ روکیں اور یہاں ہم ایک یا دس دن متواتر باتیں کریں تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ جو پیسہ ترقی کے منصوبوں پر خرچ ہوتا ہے وہ ہمارا پیسہ ضائع ہونے کے برابر ہے۔ میں موجودہ حکومت سے گزارش کروں گا کہ جتنے بھی سخت سے سخت اقدامات انہیں کرنے ہوں، ہر ایک وزیر کو اس کے محکمے کا ذمہ دار قرار دے کہ اگر کسی کے محکمے میں رشوت کی لعنت چلی تو اس کی منسٹری ختم کر دی جائے گی۔ اس طرح میرے خیال میں ایک مہینے میں یہ

لعنت ختم ہو جائے گی۔ اگر ہم لوگ یہ سوچیں کہ ابھی حکومت چل رہی ہے اسے چلنے دیں۔ اس چلنے میں ۴۵ سال ہو چکے ہیں۔ ابھی تک رشوت زیادہ ہو رہی ہے۔ ہمارے بجلی، پانی، گیس کے جو بقایا جات ہیں عوام کے ذمے ہیں یا بنگلوں والوں کے ذمے ہیں یا کارخانوں والوں کے وہ تو ہم وصول نہیں کر سکتے بس کیا کرتے ہیں کہ ہم آخری ہفتے ان کا ریٹ بڑھا دیتے ہیں۔ ریٹ بڑھانے سے فرق نہیں پڑے گا۔ غریبوں کی کمر ٹوٹے گی۔ ان کے وسیلے کے لیے بھی کچھ کرنا چاہیئے۔ ٹیلیفون یا بجلی کے یا تو بل نہیں ہوتے یا جب بل آجاتے ہیں تو وہ اتنے غلط ہوتے ہیں کہ وہ ادائیگی کے قابل نہیں رہتے اور اسے یہ کہا جاتا ہے تمہارا فون کا کنکشن کاٹ دیں گے۔ بجلی کے کنکشن کاٹ دیں گے۔ یہ چیزیں توجہ طلب ہیں۔ اب اگر ایک کارخانہ دار کے ذمے بجلی کے کروڑوں روپے واجب الادا ہیں اور ہم عوام پر یونٹ کا ریٹ بڑھا دیتے ہیں تو یہ بہت افسوسناک بات ہے۔

خارجہ پالیسی کے بارے میں صرف یہ کہوں گا کہ اس وقت ملک کی خارجہ پالیسی جتنی اچھی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں تھی اس لیے اب تقریباً ہر ایک مسلمان ملک کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ بغیر اتفاق کے ان چلنا مشکل ہے۔ پاکستان اپنی خارجہ پالیسی پر چل رہا ہے اور ہم اس سے بہت مطمئن ہیں۔ ابھی جو چیزیں ہیں ان کی طرف ہم توجہ دے دیں۔ بڑی باتیں امریکہ، روس، افغانستان، پاکستان اسکے علاوہ چھوٹی باتوں پر ہم توجہ دیں۔

سروسز میں ساری اقرباء پروری سے کام لیا جاتا ہے۔ ہمارے کوئٹہ میں کبھی کوئی بولتا ہے کہ ابھی ۳۸۰ لگائے ہیں۔ ہمیں پتہ نہیں ہوتا نہ اخبار میں کوئی اطلاع ہوتی ہے نہ ایس اینڈ جی اے ڈی کو پتہ ہوتا ہے۔ کسی کو نہیں پتہ ہوتا جب ایک نگران آجاتا ہے وہ ساڑھے تین سو لگا لیتا ہے۔ دوسرا آجاتا ہے وہ بولتا ہے تم نے کیا لگایا ہم تو چار سو لگائیں گے۔ یہ اقرباء پروری ختم ہونی چاہیئے اور میں عرض کروں گا کہ ہم چار بھائی ہیں چار صوبوں میں رہتے ہیں۔ ہمارے بلوچستان کے صوبے میں ہمیں ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے ہم ہمسائے رہ رہے ہیں۔ ہمارے ہاں نہ بجلی ہے نہ پانی ہے نہ سڑک ہے۔ کہیں بھی گیارہ فٹ سے چوڑی

سڑک نہیں ہے۔ سپر ہائی وے تو ہم نہیں مانگتے صرف اتنی سڑک ہو جہاں دو گھنٹے میں ہم پچاس میل کا فاصلہ طے کر سکیں۔ بجلی، سڑک کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ ایسے نظر آتا ہے جیسے ہم ابھی مغلوں والے زمانے میں رہتے ہیں۔ سوئی گیس بلوچستان سے نکلتی ہے۔ ابھی کوئٹہ کے بعد بلوچستان کے دو بڑے شہر لورالائی، ژوب، یہ سارے سوئی گیس سے محروم ہیں۔ ابھی سننے میں آیا ہے کہ پشین کو دیں گے پتہ نہیں وہ دیں گے والا معاملہ ۳۵ سال چلے گا یا ۵۰ سال، تو ابھی ہمارے وفود یہاں آئے تھے وہ یہی بولتے تھے کہ ہم بلوچستان میں الگ صوبہ مانگتے ہیں تو ہم نے ان کو یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ بھائی الگ صوبے کی باتیں فی الحال مت کروں پہلے ہم اپنے حقوق مانگیں گے اگر حقوق ہمیں نہیں ملے تو پھر مجبوراً دو بھائی بھی الگ ہوتے ہیں۔ اگر ایک بھائی پیدل ہے اور دوسرا مرسڈیز کا سوار ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں نظر انداز کیوں کیا جا رہا ہے۔ پہلے مرکزی حکومتیں ایسی تھیں جو ہماری ایک بات نہیں سنتی تھیں۔ انہوں نے ہمیں کچھ نہیں دیا۔ اس وقت جب یہ مرکزی حکومت آئی تو ہمیں کچھ توقعات ہوئیں۔ اس نے کہا کہ ہم نے صوبوں کو اختیار دیا، بھئی ایسے ٹائم میں کیوں صوبوں کو اختیار دیا جب ہمیں آپ سے کچھ توقعات تھیں تو میں نواز شریف صاحب کی حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ ابھی اس نئے دور میں ہم لوگ وہی مغلوں کی طرح رہ رہے ہیں۔ نہ ہماری سڑک ہے نہ بجلی ہے نہ سوئی گیس ہے۔ ابھی تک وہ مشکولے سر پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح پانی لوگ پیتے ہیں۔ یہاں تو اسلام آباد میں آکر ہمیں معلوم ہوا کہ ایک نلکے میں گرم پانی ہے ایک میں ٹھنڈا پانی آتا ہے۔ ادھر ہم نلکے کے متعلق بھی جانتے کہ یہ کیسی چیز ہے تو میں گزارش کروں گا کہ ہمارے پٹھان علاقے کو پروجیکٹ علاقہ قرار دیا جائے تاکہ ۵۰ سال کی بجائے ۲۵ سال میں یہ دوسرے صوبوں کے برابر ہو جائے۔ بلوچ ایریا میں بھی بہت ساری ایسی جگہیں ہیں جو پٹھان علاقوں سے زیادہ غریب ہیں لیکن ان سے ابھی ہمیں یہ توقع ہے کہ جب صوبے خود مختار ہو گئے تو ان پر کچھ رحمتیں ہو جائیں گی کیونکہ ہمارے تو صوبے کی حکومت میں اتنا حصہ نہیں۔ ایک

ادھ منسٹری تعلیم کی ملی ہے۔ ایک زکوٰۃ کی ملی ہے۔ ان کے پاس منسٹریاں بھی ہیں۔ وزیر اعلیٰ بھی ہیں۔ سب کچھ ہے تو وہ ہو جائیں گے۔ ہمارے یہاں منسٹر صاحب اکثر صبح و شام میٹنگ میں ہوتے ہیں جن کی وجہ سے عوام کو کئی مشکلات ہوتی ہیں اور ہر حکومت کی کامیابی اور ناکامی بھی منسٹروں پر ہوتی ہے۔ اگر وہ زیادہ میٹنگ میں ہوتے ہیں تو وہ حکومتیں جب ختم ہوتی ہیں بعد میں ان کو پتہ چلتا ہے کہ اویار کمزوری کدھر سے اور کہاں تھی۔ نواز شریف صاحب اور صدر صاحب تو فارن اور داخلہ کے مسائل کیوجہ سے فارغ نہیں ہیں۔ میں منسٹر صاحبان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اجلاسوں کی بجائے تھوڑی بہت توجہ عوام کی طرف بھی کریں تاکہ غریب لوگوں کے کام وقت پر ہو سکیں۔

صحافیوں پر تشدد کا سنا ہے۔ میرے خیال میں صحافیوں پر تشدد انتہائی افسوسناک بات ہے۔ ملک کی ترقی اور کامیابی میں صحافیوں کا سب سے زیادہ ہاتھ ہوتا ہے۔ اگر یہ ملک کی خدمت کریں اور پھر کسی کا ہاتھ ٹوٹے کسی کا پاؤں ٹوٹے اور کوئی مر جائے یہ تو بہت افسوس کی بات ہے۔ میرے خیال میں حکومت پوری تندہی کے ساتھ ان کے قاتلوں کو بے نقاب کر کے قانونی سزا دے۔ اپوزیشن کے بھائیوں سے میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ میں اکثر قابل لوگ ہیں اگر مخالفت کی بجائے ہم سب ایک ہو کر اس ملک کی خدمت کی طرف توجہ دیں تو میرے خیال میں یہ ہماری آنے والی نسلوں کے لیے، ہمارے لیے اور ہماری حکومتوں کے لیے، سب کے لیے بہتر ہو گا اور ایک دفعہ پھر یہ بات دھراتا ہوں کہ عوام اس سے مطمئن نہیں حالانکہ نواز شریف صاحب نے اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ بلا کر اس میں سب سے پوچھا تھا اور ہم سے بھی پوچھا تھا کہ یہ نوکریاں کس طریقے سے دی جائیں لیکن پھر بھی یہی کہوں گا کہ اگر ایک غریب آدمی ہے، غریب آدمی کو نوکری میں پہلے لگا دیا جائے اور امیر لوگوں کو اس کے بعد لگایا جائے اور نوکریاں صرف قابلیت کی بنیاد پر دی جائیں۔ اگر ایک سفارشی منسٹر یا وزیر اعلیٰ اور گورنر کا ہو اور دوسرا غریب گلیوں میں پھرتا رہے تو اس سے میرے خیال میں مسائل حل نہیں ہوں گے۔ میں ایوان کا زیادہ وقت

نہیں لوں گا۔ یہ جو میری پانچ دس باتیں معزز اراکین نے سنی ہیں میں امید کرتا ہوں کہ ان پراپوزیشن والے پہلے اور حکومتی پارٹی والے بعد میں عمل کریں گے۔ خدا حافظ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ، جناب خلیل الرحمان صاحب۔

Mr. Khalil-ur-Rehman : Madam Chairperson, I shall be delighted to speak but I think the quorum is .....

Madam Deputy Chairman : Quorum is there.

Mr. Khalilur-Rehman : The quorum is there. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Madam Chairperson now, before commenting upon the President's speech,.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سید اقبال حیدر صاحب آپ کو اڑھائی گھنٹے ہم نے سنا ہے۔ آپ بھی کسی کو سننے کی ہمت کریں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب خلیل الرحمٰن صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

Mr. Khalil-ur-Rehman : Let the hub, hub subside, Madam.

Madam Chairperson, before commenting on the President's speech and despite my very dear friend Mr. Iqbal Haider's views I shall very briefly touch upon the conduct of proceedings during the Joint Session which were marred by opposition somewhat exuberant a bullion misdemeanor. I think it was harmful for the democracy and it certainly lowered the prestige of the Parliament, of the Government and most certainly the Opposition. President office, Madam, is sacrosanct. It is a symbol of State. No matter, who the President is? This office has had high esteems and it falls on our shoulders to give it a proper respect. But keeping in view the free and healthy norms of politics let us find out as to why it happened? Why was the Opposition forced to adopt this attitude? Was it because that the Opposition found no other doors opened, all the doors were shut to them or was it because the Government

had made their lives difficult in general and particularly in Sindh or was it because that the Opposition is not being given the proper respect and courtesy in the politics? Madam, I think, the answer to them is, yes. Unfortunately, our problem is that we don't have any tolerance in this nation at all. We certainly don't have political tolerance, and whatever happened on that day it was the result of no tolerance. Madam, if we go through the Address of the President carefully I think it is a balanced assessment of the state of affairs albeit internally. Respectfully, I have to say that since the President spoke the inflation has become worst. Inspite of the Finance Minister's assertions that it is 8 percent I think it is not less than 16 percent. The cooperative scandal is still staring us in the face. The poor depositors have not been paid. Despite the Prime Minister's promises that they will be paid by the 15th of February, nothing has happened and I think people in general have lost faith in the cooperative commission.

Privatization. Madam the era of Mr. Zulfiqar Ali Bhutto is marked by its policy of nationalization and effect of it on our economics we still feel till today. Hopefully this government's mile stone will be the policy of denationalization or privatization. Undoubtedly, this task is a difficult task because the previous government of Ms. Benazir Bhutto tried her best to go in this direction but unfortunately they were not able to make any headway in this direction because probably I think in their case it was political reasons. It is, therefore, creditable and commendable for this government that they have been able to achieve this goal. Madam, the main reason for privatization was to save large sums of money which was being poured into government run organizations which were running in tremendous loss. Secondly, was to increase the industrial output or production through the private sector. Madam, private sector was scared and frightened because of the nationalization policies because money Madam, is very shy. When it finds itself into difficulty it hides, it needs free and open market. I think, the idea was to get rid of the ineffective control which was being exercised over various nationalized institutions. Therefore, Madam, at that time there was a complete consensus in the country on privatization policy but however, privatization and its process have since become very very controversial issues and I shall enumerate those that because there is no transparency as the committee refuses to reveal the procedures and process. No one

knows the methodology being used to determine the minimum price or minimum reserve price. The buyers or the bidders are also upset with the proceeding of determining the successful buyer and controversy surrounds the purchase of the entire lot of the companies which have been soled. Tremendous delays are occurring even after completion of all the formalities by the buyers, the projects have not been handed over to them. Madam, the purpose of this privatization was to make the public, the share holders of the companies being privatized. Instead a few big individuals are being given the control and the wealth has gone into few hands and it leads to monopoly in the industry and will be counter product of farther future of the country *i.e.* an inwarded 'financial and economical pyramid' has been created. The government might succeed in denationalizing in hundred and twelve units and selling them and get some money for the time being. But improving the productivity where the dividends and the income tax shall be given to the share holders and to the treasury? I am afraid Madam, it will never happen because any improvement in the profitability is going to be siphoned of by these new owners because of the lack of accountability in the stock exchange listed companies with a result that people have lost faith and the government unfortunately in handling in this way has lost a vital plank of their common platform. And we only hope that it does not have the same effects in the long course which nationalization had. Privatization Madam, was one issue in which even I think the opposition was also interested and I think it would have been advisable that if they were taken into confidence and a joint commission would have been made.

Foreign policy. Madam, what is more wearisome in the way our foreign affair matters and the policy are being conducted for a period of time. Our time honoured issues like Kashmir, Afghanistan and nuclear issue is in utter contradictions and confusions. Pakistan in the past has not been able to make a tangible Kashmir policy. Until now we were upholding the cause to get Kashmir rid of the Indian clutches and have its final accession to Pakistan but presently we are shying away from it and we are saying an independent Kashmir or accession to Pakistan. Now JKLF's march I think is a link in one of the chains. The Government of Pakistan has managed to brought this issue because of the fear of direct confrontation with India but I am afraid this is

going to happen and come up again and again and again and we have to find out a solution. Left us not talk of the march, let us find out why this march became the *modus operandi*. I think that the JKLF thought that the Kashmir issue has been put in the backyard of the Foreign Office in Pakistan. Secondly, because Pakistan at every and at any cost does not want to confront India so, therefore, they thought that they will take the matter in their hands and will go ahead with their planned march and let the international community know as to what is happening? Now despite the Foreign Office's claims that the Pakistan's consistent and principle stand on Kashmir is a plebiscite in Kashmir but this now, at the moment, is on shaky grounds. And this has been perpetuated by the statements of various leaders and the Foreign Office sources. Madam, it is frightening to feel that we are prepared to make compromise with India on this issue because of these developments like the JKLF which have come about. This shows a lack of coherence and direction in the foreign policy of Pakistan which has allowed controversial statements to be issued. Madam, we have to take concrete steps to prove that we mean business, to prove that we want to resolve this issue. So far we have been able to drive a diplomatic wedge through various forums at home and abroad but to the Kashmiries, in Kashmir this diplomatic wedge means nothing, they want to see some action. Therefore, apart from making our cause known to the word we have to involve ourselves at high level bilateral talks with India and even to seek the help of a third country or a party to mediate to solve this issue. The time Madam, is running out because Kashmir is exerting a lot of pressure on India. India is bleeding and there may come a stage that India cannot take the pressure and under this pressure, she might do something very dangerous. It is also possible that in the meantime a third party might come in and join India to formulate a treacherous plot which may be not in the interest of Pakistan and Kashmir. Kashmiries have also run out of their patience and organizations like the JKLF are making a full use of the feelings which are running amongst the Kashmiries at the moment. The foreign office, therefore, must press the United Nation to execute its time honoured resolutions. I think, this is test case from Mr. Batrous Ghali, to be able to exercise his powers to these resolutions which have been long standing and which have passed with overwhelming majority, he should be made to exert his office to solve this problem and not to stand there or sit there as a by stander

and watch the matter go by. Muslim countries Madam also asks over us a moral obligation. In the past, we have at every time and each and every cause of their we have supported. The least that they can do is to impose an economic block and economic boycott of India. If the war becomes inevitable between India and Pakistan, then I am afraid, it is going to effect the whole South Asia and the United Nations and the rest of the world has to safeguard against it. As far as our stand on Kashmir is concerned Madam, it has to stay the way it has been for the last 45 years because this was the only criterion of partition. Madam, there is also a talk and move for a certain foreign powers to promote the cause of an independent Kashmir which seems to be taken up by certain Kashmiree factions as well. To say the least Madam, an Independent Kashmir for Pakistan is an absolute disaster because apart from losing large chunks of your territories, your territorial integrity and your sovereignty stand endangered. Our water resources like Indus and Jhelum will be completely out of our control and reach Indus and Jhelum. An independent Kashmir with this multi-national population shall become a hot bed of intrigues. A situation Madam, that we can not afford to have on our heads. India Madam, since it met all the Security Council members, we were very happy that she has taken the matter to an International forum but, no, Madam, there was method in his madness unfortunately we did not do anything like this. India also called an All Parties Conference - a meeting to discuss Kashmir. I believe we are still contemplating on that.

We go to Afghanistan Madam, if we are to look at the history of Pak-Afghan relationship to say the least you will find and check it from the time Pakistan was created.Afghanistan in 1947 did not accept the referendum in NWFP, on the pretext that a third option was not made available to the people of NWFP *i.e.*, join Afghanistan. Pakistan then vetoed our entry into United Nations. A bogie of Pakhtoonistan was created and from then on the Afghan press took upon themselves to castigate Pakistan at each and every time, so much so that at one stage our Embassy was ransacked. Their relations with India at all times were to harm Pakistan. Pakistan, however, all along has continued and tried to improve the relationship by extending transit facilities and abiding by all conventions and the agreements which were existing and this was done Madam, purely in the Islamic spirit and on humanitarian

grounds. The Russia rolled in their tanks Madam in December, 1979 and the holy war began and Pakistan it gave its whole hearted support to the cause of Mujahideen in collaboration with the United States to oust the Russian and bring about peace in Afghanistan but less ponder here. Now throughout this period Pakistan stance for some reasons or the other has been a complete victory for Mujahideen and we missed or ignored any chance of a political settlement and peace. In 1985 when Gaobachev assumed powers, he made a statement saying that it was a mistake to invade Afghanistan and we failed to take heat of the statement and made no move for a political dialogue with them. Then latter in 1988 we opposed to sign the Geneva Accord. We were unable to see at that time that the interested parties wanted a quick settlement of Afghanistan at that time. I think, Mr. Junejo was the only person who came up with the idea of All Parties Round Table Functions to achieve a consensus on Afghan issue and this armed with this mandate, he ordered the Foreign Office to go and sign the Geneva Accord and I think Madam, this is not the place nor the time to go into the details of what happened later. I recall Madam, a statement by the previous American Ambassador Mr. Oklay, I think in an interview he said that the rest of the world was very happy when the Pakistan joined in the Afghan's struggle but I am not so sure whether it was beneficial for Pakistan or not? Now this is coming from an American Ambassador who was here and that we were supporting how ironical, Madam. The matter is Madam, as it stands I think a quick and a peaceful solution in this case is of the only answer for Pakistan and the recent developments in Central Turkistan and their particular interest in Pakistan which has been amply proved thereby lateral visits and discussions needs a friendly and politically stable Pakistan. It is in the best interest of Pakistan to develop the economic ties with these States and Afghanistan through our warm waters, however Madam, in this euphoria please don't forget, please do not ignore one point that the unity and the front of Pakistan, Iran, Turkey, Central Asian States and Afghanistan may not be viewed by certain powers very ideally and they may create a situation in Afghanistan where the Afghanistan stays in this turmoil permanently so that this pact or whatever it is, is not executed and Pakistan most certainly is unable to communicate with the Central Asian States. So, it is, therefore, imperative that every effort has to be made by the Foreign Office, by us, by our people to divert and solve the Afghanistan issue in the

shortest possible time because we don't have much time. Madam, recently our time honoured issues have become subject to plethora of statements, contradicting and criticising the foreign policy. There is no public opinion, there is no public forum, with the result each and all sundry are making comments, giving statements on our foreign policy. There has been also certain political parties within the government who want to impose their own foreign policy goals in the country. Our's other foreign powers are trying to tell us what our foreign policy should be which I think is the hang over of their past. Madam, it is essential to have debates, evaluations, research to formulate a foreign policy because otherwise we are going to stay in quagmire of uncertainty and confusion for ever. Madam, foreign policy should essentially be a by partisan policy. It is not the policy of one man, it is not the policy of one party. It is time that the government took heat and took the nation into confidence because the people are losing the faith in the government's capacity to handle serious matters.

I shall now very briefly touch upon the nuclear issue Madam. Our nuclear programme is vital to our society. Though it was never weapon oriented. We wanted to acquire nuclear capability to counter Indians black mail. We acquired our capability but maintained essentially its peaceful posture. It was like walking a tight rope act but some or the other we managed to do that. We maintained our credibility, our people were re-assured and our friends had belief in our capability and in our words but our casual attitude likely Madam seems to have endangered everything we have worked for. We are blowing cold and hot air on this issue. First we have showed militancy and, in the process, we have completely alienated a major power. Then we agree to this Five countries meeting to resolve this issue. Now Qazi Sahib is not here, in fact, I have had it confirmed from him that the American Ambassador told him when he went to see him that Five Countries' Plan was the American Idea. Now Qazi Sahib, as he probably the same or the next day give it to the newspapers. There was no denial or confirmation from the Government for at least one month, now this has created doubts in the minds of people. Recently, Madam, the Foreign Secretary has given a statement to 'Washington Times' saying, that we are capable of assembling one device and that we have frozen our programme to 1990 and the programme is peaceful. Few days later, we have statements from

Secretary-General, Foreign Affairs and he says that we have frozen our programme to 1989 level. Now Madam, this means that we have fallen back under the American pressure to go back to this level because this was the demand of the Americans i.e. to go back to 1989 level. Now such pronouncements, Madam, have shattered the credibility of the government, people do not trust in this programme. The government should come out with an authoritative statement on this issue and strict to it otherwise as no body believes that we are going for self sufficiency or self-reliance, no one will believe that we have any conviction on a nuclear policy.

Madam, motorway, I think, is an economically orientated issue and I shall very briefly touch upon it. Recently, a substantial amount of debate is generated regarding the Islamabad-Lahore highway, a Motorway which took 24 billion rupees. The fear, Madam, is that this amount is eventually run upto more than 30 billion which is the case in our case, all these contracts really go up, for some reasons or the other. Now, I would say here very clearly that criticism raised by the politicians can be dismissed on the grounds of political yardage. They might gain through it, but looking at it objectively one should see the logic behind it, its economic justifications and its relevance to our present day problems. Logically, we most certainly need not just one motorway, we need highways all over the place, good transportation, good communications network all over the country and there is no doubt about it but there are principle involved and that is what to contract, where to construct, and when to construct. There are engineering and economic principles involved in taking up a project of this magnitude. This Madam, I am afraid, has not been done, while deciding on this project. The share economics of this project Madam are mind boggling for a mere 340 kilometers. Even in these lien times when the rupee value is completely down, this amount is a lot of amount which can be used for the benefit of this country and its people. This project, Madam, has no relevance, to our present day situation, and problems in the country. This country needs a network of roads throughout the length and width. It needs railways, it needs extension of railways, modernization of railways and now I am not talking of your normal problems of bread, butter, water, power, education, etc. etc. which are stockily staring in the face. I think, Madam, we need to look at our Master Plan of National Highways. Various Highways Authorities and the

Commissions should be consulted about the *modas operandi* of this Project. The project at all if it goes through, it should go through the normal channels on forums of scrutiny and I think we should think and consider the making of the present GT Road into a six high railway at least between Islamabad and Lahore. Proposed Motorway route may be made into a dual carriage, to travel from Lahore and Sargodha to Islamabad. There is missing train link where there is no double track of about 350 Miles, I think this should be laid. We should facilitate easier and faster railway traffic throughout the country and the railway should be modernized by buying new locomotives and better services at the control and operation setters. Madam the Government has already signed a turn key contract with M/s Daewoo Corporation. Daewoo, Madam, is a very reputable business house. Korea is very friendly country and I am sure that with the right kind of negotiation and approach an alternate arrangements can be made with them within the same financial framework. The Government of Mr. Nawaz Sharif has won praises at home and abroad and for making safe and economically viable decision based on the principle of good business and sound economics and I think they should have a reaching on this Project and, Madam, as I promised I will finish in half an hour, I have done.

Thank you very much.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی۔ مسٹر گلزار احمد خان صاحب۔ غیر حاضر۔ صوبیدار خان مندوخیل صاحب..... نہیں ہیں۔ راجہ محمد افضل خان صاحب..... نہیں ہیں۔ جناب میر عبدالجبار صاحب۔

میر عبدالجبار: صدر مملکت نے ۱۹/دسمبر کو پارلیمینٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب فرمایا۔ یہ خطاب ستر منٹ تک کا تھا اور اس وقت ملک کے اندر غیر یقینی صورتحال اور واقعات اور امن وامان کی سنگین صورتحال کے پیش نظر اپوزیشن نے نہ صرف اس موقع پر پارلیمینٹ کے اندر احتجاج کیا بلکہ اجلاس سے واک آوٹ بھی کیا جس پر بعض حلقوں نے تنقید بھی فرمائی اور نکتہ چینی بھی کی اور ہنوز نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ اور اس ہال میں بھی

میرے معزز اراکین صاحبان نے اس کو اپنا ہدف بنایا۔ جناب! میں اس بحث کو چھیڑنا نہیں چاہتا کہ آپ احتجاج کرنے والے حق پر تھے یا نکتہ چینی کرنے والے درست ہیں۔ میں نہ صرف اس معزز ایوان کے اراکین سے بلکہ اس ایوان کے باہر صاحب الرائے اور دردِ دل رکھنے والے ہموطنوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ٹھنڈے دل سے سوچیں اور اس نکتے پر غور فرمائیں کہ وہ کون سے ایسے محرکات و واقعات تھے جس کے باعث اپوزیشن نے پارلیمنٹ کے اجلاس سے واک آؤٹ کیا اور اندر احتجاج کیا۔ اپوزیشن کے عمل کو ہدف تنقید بنانے سے پہلے ہمیں ان اسباب پر نظر ڈالنا ضروری ہوگا کہ جس کی وجہ سے اپوزیشن نے احتجاج اور پھر واک آؤٹ کیا۔ محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! ایسے حالات اور ایسی صورت میں جب سیاسی مخالفین کو آئے دن انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنایا جارہا ہو۔ قتل، اغواء، ڈاکہ اور جیری آبرو ریزی کی وارداتیں روز کا معمول بن چکی ہوں۔ مہنگائی اور بیروزگاری کے ہاتھوں عوام پریشان ہوں تو بھلا بتایئے اپوزیشن کیسے خاموش رہ سکتی تھی اور خاموش تماشائی بن سکتی تھی؟ جناب میں یہاں یہ عرض کروں کہ صدر مملکت بھی تو پارلیمنٹ کا حصہ ہیں۔ اپوزیشن بھی تو پارلیمنٹ کا حصہ ہے اور اس کے نمائندگان عوامی نمائندے ہوتے ہیں۔ وہ لاکھوں افراد کے ووٹ لے کر ان ایوانوں میں آئے ہیں۔ یہ ان کا جمہوری حق بنتا ہے۔ یہ ان کا آئینی حق ہے کہ وہ ایوان میں احتجاج کریں یا واک آؤٹ کریں۔ اسے تنقید کا ہدف بنانا میں سمجھتا ہوں کہ بہتر نہیں۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ میرا تعلق جمہوری وطن پارٹی سے ہے جو اس وقت ایسی پارٹی ہے جسے اپوزیشن کہا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ باقی سیاسی پارٹیاں جو نیشنل اسمبلی اور سینیٹ میں اپوزیشن کا دعویٰ کرتی ہیں وہ بلوچستان میں آئی جے آئی کے وزیراعلیٰ کی کابینہ میں شامل ہیں یا ان کی حمایت کرتی ہیں۔ بلوچستان کی مخلوط حکومت میں اس وقت پی ڈی اے کے دو اسمبلی کے اراکین وزراء ہیں اور ایک مشیر ہے۔ اسی طرح پی این پی کے پانچ ایم پی ہیں اور پانچوں کے پانچ وزراء ہیں اور یہاں پر وہ حزب اختلاف کا کردار ادا کرتے ہیں۔ نیشنل اسمبلی

میں وہ حزب اختلاف کا کردار کرتے ہیں اور یہی حالت ہماری ایک دینی جماعت جے یو آئی کی ہے۔ بلوچستان کی مخلوط حکومت میں وہ چھ وزراء لے بیٹھے ہوئے ہیں اور حکومت آئی جے آئی کی ہے مگر پارلیمنٹ کے بالا ایوانوں میں وہ مخالفت کرتے ہیں۔ لہٰذا جناب والا! میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ صرف اور صرف جمہوری وطن پارٹی ہی ایسی پارٹی ہے جو سینیٹ، قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی میں اپنے تیرہ ممبروں کے ہمراہ ہے۔ اور حزب اختلاف کا کردار ادا کر رہی ہے۔ جناب ہم صاف ستھری سیاست کے قائل ہیں۔ ہم دوغلی سیاست پر نہ یقین رکھتے تھے اور نہ یقین رکھتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب عبدالرحیم خان صاحب میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! اسی جمہوری وطن پارٹی کو..... ہم نے ان کی ڈیزالوڈا اسمبلی بحال کی۔ اور یہ صاف ستھری سیاست پر یقین رکھنے والی پارٹی نے ہمارے ساتھیوں کے ساتھ خیانت کی۔ جمعیت کے علماء کے ساتھ خیانت کی۔ اور اب یہاں آکر بیٹھے ہوئے کہتے ہیں.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین : تشریف رکھیئے۔ نو پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب منظور احمد لچکی: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب منظور لچکی صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب منظور احمد لچکی: جناب والا! پہلے بولنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اب بولنا پڑے گا۔ اس لئے کہ جناب مندوخیل صاحب یہاں بیٹھے اپوزیشن میں ہیں۔ اچھلتے کودتے یہاں اپوزیشن میں ہیں۔ اور وہاں پر چپکے سے آئی جی آئی حکومت کو سپورٹ کرتے ہیں اور مراعات لیتے ہیں۔ اور یہاں پر اپوزیشن کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لیے جناب والا! ہم اس پر فخر کرتے ہیں کہ ہر جگہ ہم اپوزیشن میں ہیں اور ہماری حیثیت اپوزیشن کی ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اس طرح تو یہ سپیچز رہ جائیں گی۔ پرسنل ایکسپلینیشن جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ ایسے اتحادی جیسے کہ جمہوری وطن پارٹی جن کی ڈیزالوڈ اسمبلی ہم نے بحال کی۔ ہم نے ان کی گورنمنٹ بنائی۔ تو اس سے وہ آئی جے آئی جمالی بدر جہا، جنہوں نے ایسی خیانت کی جے یو آئی کے ساتھ، ایسی خیانت کی پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کے ساتھ۔ کوئی آپ کے ساتھ نہیں جائے گا۔ یہ اپوزیشن نہیں ہے۔ یہ آپ کی خیانت کا انجام آپ کے سامنے ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ آپ اس بحث میں نہ پڑیں۔ جناب میر عبدالجبار صاحب آپ اپنی سپیچ جاری رکھیں۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب، جناب گچکی صاحب تشریف رکھیں۔ جس وقت رولنگ دے دیں اسے سنے بغیر یہ پارلیمنٹ کے آداب نہیں ہیں۔ آپ کو چیئر کو بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔ چیئر بولتی جارہی ہے اور آپ پھر بولے جارہے ہیں۔ بولے جارہے ہیں۔ یہ جمہوریت کے لیے آپ کام کررہے ہیں؟ جناب میر عبدالجبار صاحب۔

میر عبدالجبار : شکریہ محترمہ۔ میں اپنے بزرگ سیاستدان اور معزز رکن مندوخیل کا انتہائی احترام کرتا ہوں۔ یہ میرے قابل فخر ساتھی ہیں۔ اس ایوان میں ہمارے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اگر انہوں نے میرے الفاظ سنے تھے تو میں نے اس کی پارٹی کو تو بلوچستان کی حکومت میں شامل نہیں بتایا تھا بلکہ میں نے عرض کیا تھا یہ ان کے ہمدرد ہیں حمایتی ہیں، ہمدرد اور حمایتی ہونا اور چیز ہے۔ میں عرض کررہا تھا کہ ہم صاف ستھری سیاست کرنے کے قائل ہیں۔ ہم دوہری سیاست پر قطعاً یقین نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی اسے پسند کرتے ہیں۔ ہم

تو یہ کہتے ہیں کہ ہر پارٹی کو اعلانیہ طور پر حکومت کے ساتھ ہونا چاہیئے یا واضح طور پر اپوزیشن میں آ جائیں۔ سیاست میں دو عملی حکومت اور اپوزیشن دونوں کے لیے نقصان دہ اور مضر ہے۔ میں نے اس وضاحت کی ضرورت اس لیے محسوس کی کہ ہماری بات اور ہمارے نقطہ نظر کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

محترمہ چیئر پرسن صاحبہ! صدر مملکت کا پارلیمنٹ سے خطاب ایک معمول اور روایت ہے۔ میں صدر کے ۱۹ دسمبر ۹۲ء کے خطاب کا ذکر کرنے سے قبل ان معزز اراکین کی توجہ صدر مملکت کی اس تقریر کی طرف مبذول کراؤں گا جب ملک میں سابقہ حکومت کا دور دورہ تھا۔ پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ اس وقت صدر کا لہجہ ۱۹ دسمبر ۹۱ء کی تقریر سے مختلف تھا۔ اور اس پہلے خطاب کے کچھ عرصہ بعد صدر مملکت نے اسمبلیاں توڑ دی تھیں۔ اور اسمبلیاں توڑتے وقت صدر محترم نے اس کے جو وجوہ اور اسباب بیان فرمائے تھے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر دیکھنا اب یہ ہے کہ کیا اب ویسے حالات نہیں؟ جیسے سابق حکومت کے دور میں تھے۔ کیا موجودہ حکومت عوام کو تحفظ فراہم کرنے میں سرخرو ہو گئی ہے؟ کیا عدل و انصاف کی جگہ ملک میں سفارش، اقرباء پروری، رشوت اور بدعنوانی جیسی لعنتوں نے رواج نہیں پایا؟ کیا اس وقت ملک بھیانک دور سے نہیں گزر رہا؟ کیا ملک میں ہر طرف خوف و ہراس، بے یقینی اور عدم تحفظ کی فضا نہیں ہے؟ کیا لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم نہیں؟ کیا قتل، ڈاکے، اغواء برائے تاوان، جبری آبروریزی جیسے گھناؤنے جرائم نے عوام کو پریشان نہیں کیا ہوا۔ کیا ہماری اقتصادیات، جیسا کہ میرے کئی دوستوں نے فرمایا، تباہی کے دہانے پر نہیں پہنچی ہوئی؟ کیا ملک میں ہر طرف انتشار ہی انتشار نہیں ہے۔ کیا افراط زر کی شرح دگنی نہیں ہو گئی۔ مگر صدر محترم پھر بھی اپنے خطاب میں موجودہ حکمران کو مسلسل شاباش ہی شاباش دیتے رہے۔ اور صدر محترم کے لہجے میں وہ پہلے جیسا انداز قطعاً نہیں تھا۔ جناب ہم سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ صدر محترم جانبدار ہو چکے ہیں۔ میری بات کا ہرگز یہ مطلب نہ لیا جائے کہ ہماری پارٹی موجودہ حکومت کو غیر جمہوری یا کسی غیر آئینی طریقے

سے ختم کرنے کے حق میں ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہم تو اسمبلیاں توڑنے کے خلاف تھے اور ہیں۔ اس لیے کہ اسمبلیوں کے ارکان لاکھوں افراد کے ووٹوں سے منتخب ہو کر ان ایوانوں میں آتے ہیں۔ انہیں بیک جنبش قلم برخاست کر دینا کوئی خوشی کی بات نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے جمہوری عمل اور جمہوری ادارے غیر مستحکم ہوتے ہیں۔ اور جمہوری عمل میں تعطل پیدا ہوتا ہے۔ ہم اس جمہوری اور آئینی اصول کو دل سے تسلیم کرتے ہیں کسی بھی حکومت کو اقتدار سے ہٹانے کا طریقہ جناب والا! یہ ہے کہ اسکے خلاف عدم اعتماد کی تحریک لائی جائے۔ جب تک ہم آئینی اور جمہوری رستے کو نہیں اپنائیں گے ملک میں نہ جمہوریت پروان چڑھ سکتی ہے اور نہ جمہوری ادارے مستحکم ہوں گے۔

محترمہ چیئرمین صاحبہ! بدقسمتی سے ہمارے ملک میں یہ تصور کر لیا گیا ہے کہ عوام کی خدمت صرف اور صرف برسر اقتدار رہ کر یا اقتدار میں آکر کی جاسکتی ہے حالانکہ حقیقتاً ایسا ہرگز نہیں۔ جمہوریت اور خالص پارلیمانی جمہوریت میں اپوزیشن کا کردار حکومتی پارٹی سے کم نہیں ہوتا۔ جمہوریت فروغ ہی اس وقت پاتی ہے جب مستحکم حکومت ہو اور موثر حزب اختلاف ہو۔ محترمہ چیئرمین صاحبہ، پارلیمنٹ کے اندر صدر محترم کا خطاب خوبصورت الفاظ کا مجموعہ، بزرگانہ نصیحتیں اور حکومت وقت کے کارناموں کی تعریف ہی تعریف پر مشتمل ہے۔ بعض مقامات پر انہوں نے حکومت وقت کے فراہم کردہ اعداد و شمار کا سہارا لیا لیکن پھر خود ہی ان میں تشکیک کا پہلو نکالا اور ہمہ وقت حکمرانوں کی تعریف و توصیف ہی ہوتی رہی۔ کہیں اگر حکومت کو تنبیہہ کی بھی تو اسکے فوراً بعد اس کو تھپکی بھی دے دی۔ صدر مملکت کی ۲۵ صفحات کی چھپی ہوئی تقریر ہمارے سامنے ہے جس میں انہوں نے حکومت، اپوزیشن اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد اور اداروں کو ان کے فرائض یاد دلائے لیکن یہ کہیں بھی نہیں ارشاد فرمایا کہ خود صدر مملکت اپنی آئینی ذمہ داریاں کہاں تک پوری فرما رہے ہیں۔ محترمہ! بعض سیاسی جماعتوں کی طرف سے واضح طور پر اس الزام کا اظہار کیا گیا ہے اور کیا جا رہا ہے کہ صدر مملکت کا رویہ مکمل غیر جانبدارانہ

نہیں رہا بلکہ واضح طور پر جانبدارانہ ہے، صدر محترم کو چاہیئے تھا کہ وہ اس سلسلے میں اپنی پوزیشن واضح فرماتے مگر انہوں نے مناسب یا ضروری نہیں سمجھا۔ صدر نے اپنے خطاب میں احتساب اور خود احتسابی کا ذکر بھی فرمایا ہے لیکن اپنی ذات کے حوالے سے کوئی ایسی بات نہیں کہی جو بعض ذہنوں میں پائے جانے والے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کا باعث بنتے۔

محترمہ چیئرمین صاحبہ! جناب صدر مملکت صاحب نے اپنے خطاب میں صفحہ ۱۳ پر ارشاد فرمایا ہے کہ پاکستان ایک وفاق ہے اور وفاقی نظام کو اسی صورت میں کامیابی کے ساتھ چلایا جاسکتا ہے جب تمام وفاقی اکائیوں کے آئینی حقوق کا تحفظ ہو۔ کسی کو احساس محرومی نہ رہے۔ مرکز اور صوبوں کے باہمی تعلقات جتنے خوشگوار ہوں گے وفاقی رشتے اتنے ہی مضبوط ہوں گے۔ محترمہ! آپ کا تعلق بھی صوبہ بلوچستان سے ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ صوبہ بلوچستان اپنے جغرافیائی محل وقوع، وسیع رقبے، سیاسی، معاشرتی، معاشی مزاج کے اعتبار سے سب سے اہم صوبہ ہے لیکن بہت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس صوبے کو، جس کا رقبہ ملک کے کل رقبے کا ۴۲ فیصد ہے، جس کے پاس ۴۵۰ میل لمبا ساحل ہے اور جو قدرتی وسائل اور معدنی اعتبار سے مالا مال ہے، سب سے امیر ترین صوبہ ہے، بری طرح سے نظر انداز کیا جارہا ہے۔ وفاقی محکموں اور کارپوریشنوں میں بلوچستان کے لوگوں کو ان کے کوٹے کے اعتبار سے پورا تو کیا نصف حصہ بھی نہیں مل رہا، آخر کیوں، کب تک، اپنی عددی برتری کے سہارے چھوٹے صوبوں کا حق غصب کرتے رہیں گے۔ جناب والا! حیران کن بات تو یہ ہے کہ نیشنل ہائی ویز کا ۴۱ فیصد حصہ بلوچستان کے صوبے میں ہے۔ باقی تین صوبے علیحدہ، ۴۱ فیصد بلوچستان کے صوبے میں ہے مگر نیشنل ہائی ویز کے فنڈ سے صرف چند فیصد بلوچستان پر خرچ ہوتا ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہائی ویز کی حالت ناگفتہ بہ ہے جس پر سفر کرنا نہ صرف از حد مشکل ہے بلکہ گراں ہو چکا ہے۔ آپ تشریف لے جایئے اور دیکھیئے ہر طرف ان ہائی ویز پر بسیں، کاریں، ٹرک کھڑے دیکھیں گے جو کہ

ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں۔ یہ ہائی ویز دیکھیں جو جگہ جگہ سے ٹوٹی پھوٹی ہوئیں ہیں، مگران نیشنل ہائی ویز کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ مزید بر آں نیشنل ہائی ویز اتھارٹی میں بلوچستان کی کوئی نمائندگی نہیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے۔ آخر ہمیں کون اس کا جواب دے گا، کون ہمیں اس میں نمائندگی دے گا جب کہ ہمارے ہاں ۴۱ فیصد حصہ ہے نیشنل ہائی ویز کا، اب دیکھئے کہ موٹر وے بن رہا ہے جس کے اخراجات کے اعداد و شمار تو میرے پاس نہیں، اخبارات کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ شاید ۳۳ ارب سے زیادہ خرچ آ رہا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر اس کا عشر عشیر بھی بلوچستان کی ہائی ویز پر خرچ کیا جائے تو وہاں کی سڑکیں بہترین بن سکتی ہیں۔ میں اس میں نہیں جاؤں گا کہ موٹر وے کیسے بنایا جا رہا ہے، کیوں بنایا جا رہا ہے، کیا فائدہ ہو گا، وہ چھوڑیئے۔ میں اس کو صرف اقتصادی صورتحال کے پیش نظر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بلوچستان بھی اس ملک کا حصہ ہے۔ وہاں بھی انسان بستے ہیں۔ وہ بھی پاکستانی ہیں اگر منصوبہ بندی کر کے اس کا کچھ حصہ بلوچستان کی سڑکوں پر خرچ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں یہ نیشنل ہائی ویز وہاں بہتر بن سکتی ہیں۔

صدر صاحب نے آگے چل کر اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ ملک کی صرف ۵۲ فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی میسر ہے بالکل درست ہے اگر محترمہ چیئرپرسن اگر صوبوں کی سطح پر جائزہ لیا جائے تو بلوچستان میں ایسے لوگوں کا تناسب بہت کم ہے جنہیں پینے کا صاف پانی مل رہا ہے۔ جناب! بلوچستان میں اب بھی اکثر ایسے علاقے ہیں، آپ بھی واقف ہیں، ہر ایک واقف ہے کہ جہاں اس وقت بھی ہماری مستورات، ہماری خواتین اپنی بستیوں سے میلوں میل دور جا کر سروں پر پانی لے کر آتی ہیں اور ان کی زندگی اسی میں گزر جاتی ہے کہ پانی لے آنا اور پانی پہنچانا۔ یہی ان کی زندگی ہے تو ہمیں کون سا پینے کا صاف پانی مل گیا ہے یا مل رہا ہے۔ اب تک ہم "کول اور دراوڑ" کے زمانے میں رہ رہے ہیں۔ اگر وفاقی کام وہاں ہو رہا ہے تو اس کام کی رفتار بہت سست ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے مگر کوئی پرواہ ہی نہیں کرتا۔ کسی کو علم نہیں کہ کتنے منصوبے ہیں ان پر کیا کام ہو رہا ہے۔ کیسا کام ہو رہا ہے۔ اگر

صدر مملکت اپنی تقریر میں بلوچستان جیسے کم ترقی یافتہ اور بدنصیب صوبے کی طرف توجہ فرماتے تو وہاں کے لوگ ذرا مطمئن ہو جاتے۔

جناب والا! صدر صاحب سے یہ حقیقت مخفی نہیں ہے اور نہ ہی کسی اور پوشیدہ ہے کہ جب ۱۹۷۳ء کا آئین بنا تو وفاق اور صوبوں کے اختیارات کی تقسیم کے ساتھ ساتھ آپ کو یاد ہو گا کہ ایک کنکریٹ لسٹ بھی بنی تھی جسے ''مشترکہ اُمور کی فہرست'' کہا جاتا ہے۔ اس وقت طے یہ پایا تھا کہ یہ لسٹ دس سال کے لیے ہے، مگر ۱۹ سال گزر چکے ہیں یہ لسٹ ویسی کی ویسی بحال ہے۔ اب بھی اگر دیکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس لسٹ کے ختم ہونے سے صوبوں کو مزید اختیارات حاصل ہو سکتے ہیں۔ ہم اس لسٹ کو ختم کرنے کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اگر صدر مملکت اس طرف بھی توجہ فرماتے تو صوبوں کے حقوق میں ان کی دلچسپی کا اظہار ہو سکتا تھا۔ صدر نے اپنے خطاب میں مشترکہ مفادات کی کونسل اور قومی مالیاتی کمیشن کے اجلاس منعقد کیے جانے پر اپنے اطمینان اور مسرت کا اظہار فرمایا ہے۔ ان آئینی اداروں کے اجلاس کے بلائے جانے کے لیے ہماری پارٹی سابقہ حکومت کے دور میں بار بار کہتی رہی لیکن اجلاس نہیں بلائے گئے۔ گو کہ ہم نے صوبائی خود مختاری کے حوالے سے اسوقت کی حکومت سے مخالفت مول لی اور اپنے موقف پر ڈٹے رہے مگر کوئی اجلاس نہ بلایا گیا۔ جناب یہ ہماری پارٹی کی کوششوں کا نتیجہ تھا، آج جو حکمران بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ انہوں نے سی سی آئی اور قومی مالیاتی کمیشن کے اجلاس منعقد کروائے ہیں۔ جناب والا! آج کے حکمران نے جو اس وقت پنجاب کے حکمران تھے، ہماری پارٹی کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا اور یہ معاہدہ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو اسلام آباد میں ہوا تھا اور یہ معاہدہ صوبائی حقوق کے حوالے سے ہوا تھا۔ کاش وہ حکمران جو اس وقت پنجاب کے حکمران تھے اور اب مملکت پاکستان کے حکمران ہیں، سارے پاکستان کے حکمران ہیں۔ حکمران بننے کے بعد اگر اس معاہدے پر عملدرآمد کرتے تو بلوچستان کو اس کے حقوق مل جاتے مگر ایسا نہ ہوا۔ اس معاہدے کے چند اہم نکات میں آپ کی اجازت سے اس ایوان میں

پڑھ کر سنانا چاہوں گا۔ ”ہم درج ذیل اس معاہدے کے زیر دستخطی آپس میں اقرار کرتے ہیں ہم زیادہ سے زیادہ صوبائی خود مختاری کے لیے آئینی ترمیم کے واسطے کام کریں گے اور تعاون کریں گے۔ باہمی طور پر طے شدہ آئینی ترامیم کے لیے پارلیمینٹ کے توسط سے آگے بڑھیں گے تاکہ آئینی ترامیم عمل میں آئیں۔ مندرجہ ذیل شرائط پوری کی جائیں:۔

نمبر ا۔ صوبہ بلوچستان کے معاملات میں وفاق کی جانب سے کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔

نمبر ۲۔ مشترکہ فہرست کے تمام معاملات حکومت بلوچستان کی مشاورت سے طے کیے جائیں گے۔

نمبر ۳۔ فرنٹیئر کور براہ راست حکومت بلوچستان کی نگرانی میں کام کرے گی اور انسپکٹر جنرل فرنٹیئر کور کی تقرری وزیر اعلیٰ بلوچستان کے مشورے سے عمل میں لائی جائے گی۔

نمبر ۴۔ وفاقی حکومت تمام تر انتظامی تعاون حکومت بلوچستان کو فراہم کرے گی۔

نمبر ۵۔ صوبہ بلوچستان کے پسماندہ ہونے کے سبب مزید مالی امداد مختص کرنا اور سب سے بڑھ کر سالانہ ترقیاتی پروگرام بلوچستان کے لیے مختص کیے جائیں گے تاکہ حسب ضرورت بلوچستان کی طلب پر اسے فراہم کیے جاسکیں۔

نمبر ۶۔ سوئی گیس ترقیاتی سرچارج صوبہ بلوچستان کو دیا جائیگا۔

نمبر ۷۔ نیشنل فنانس کمیشن قومی مالیاتی کمیشن کے لیے قواعد و ضوابط تیار کیے جائیں گے اور دوبارہ وفاق اور صوبوں کے مابین ترقیاتی رقوم کی تقسیم مرتب کی جائے گی۔ ان قواعد و ضوابط کو قابل تقسیم رقوم کے بارے میں وسعت دی جاسکتی ہے۔

نمبر ۸۔ قدرتی گیس کی ایکسائز ڈیوٹی بڑھائی جائے گی۔

نمبر ۹۔ قومی شاہراہوں کے لیے حسب ضرورت صوبہ بلوچستان کو موجودہ مالی سال میں رقوم فراہم کی جائیں گی۔ یہ اسوقت کی بات ہے جس سال ان کا یہ معاہدہ ہوا تھا۔

نمبر ۱۰۔ تمام وفاقی محکموں جن کی تعداد ۴۲ ہے اور تمام کارپوریشنوں، خود مختار اور

نیم خود مختار اداروں جن کی تعداد ۳۷ ہے میں بلوچستان کو اس کا مکمل کوٹہ ۵ء۱۵ کے حساب سے وزیر اعلیٰ کے مشورے پر دیا جائے گا۔

نمبر ۱۱۔ درج ذیل بڑی آسامیوں پر تقرری کے لیے وزیر اعلیٰ بلوچسان کی مشاورت پر صوبہ بلوچستان کی آسامیاں آئیں گی۔ سینئر سیکرٹری دو ہیں۔ متعدد ایڈیشنل سیکرٹری اور جائنٹ سیکرٹری۔ کارپوریشن کے چیئرمین ۵، سفراء وزراء ۸، وزارت خارجہ کے مشورے سے صدر دفتر آئل گیس ترقیاتی کارپوریشن بلوچستان منتقل کیا جائے گا۔

نمبر ۱۲۔ پٹ فیڈر کینال کے لیے ۸۵ کیوسک پانی کی مقدار مختص کرنا۔

نمبر ۱۳۔ وفاقی سطح پر حکومت بلوچستان سے مشورہ پر ذیل درج معاملات کی نسبت جلد فیصلہ کرنا بجٹ کی تیاری بڑے پروجیکٹس کی محصولات آمدنی وفاقی اکائیوں اور وفاق کے مابین رقوم کی تقسیم، تمام اہم نوعیت کی تقرریاں، قومی المیاتی کمیشن کے ساتھ قواعد و ضوابط، مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس، سال میں کم از کم دو مرتبہ یا اس سے زیادہ اگر ضرورت ہو بلانا"۔

اس میں اس وقت جو دستخط کیے ہیں جناب غلام مصطفیٰ جتوئی اس وقت متحدہ حزب اختلاف کے لیڈر تھے۔ نواب اکبر بگٹی وزیر اعلیٰ بلوچستان تھے۔ چوہدری شجاعت حسین آئی جے آئی کے پارلیمانی لیڈر تھے۔ جناب منظور احمد گچکی اس وقت ایم این اے تھے، اس وقت سینیٹر ہیں، وہ تشریف فرما ہیں اور سیدہ عابدہ حسین ایم این اے اس وقت آزاد رکن کی حیثیت تھیں، ان کے دستخط ہیں۔ دوسرے عارف جان محمد حسنی تھے۔ یہ اس کی کچھ نقول ہیں۔ میں چاہوں گا کہ آپ کے توسط سے سب صاحبان کو دے دی جائیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ لے لیں۔ آپ بولتے جائیں۔

میر عبدالجبار: محترمہ چیئرپرسن صاحبہ ہم مخالفت برائے مخالفت کی پالیسی پر یقین نہیں رکھتے۔ حکومت جو اچھا کام کرے گی ہم اس کا خیر مقدم کریں گے اور جہاں حکومت غلطی کرے گی.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ جاری رکھیں یہ اس وقت ایک ہی پارٹی کا وہ اس طرح ڈسٹری بیوٹ نہیں کر سکتے، اپنی تقریر جاری رکھیں۔ بعد میں یہ دیں گے۔ کارروائی کے دوران ہیں ہو سکتا۔

میر عبدالجبار : بہتر۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہم مخالفت برائے مخالفت کی پالیسی پر یقین نہیں رکھتے۔ حکومت جو بھی اچھا کام کرے گی ہم اس کی تعریف کریں گے۔ جہاں وہ غلطی کرے گی نہ صرف کھل کر ہم اس کی مخالفت کریں گے بلکہ اس کا محاسبہ بھی کریں گے۔ معاشیات اور اقتصادیات کے بارے میں بھی صدر محترم نے کافی کچھ فرمایا۔ ان کے بارے میں انہوں نے کچھ اعداد و شمار دیئے ہیں وہ بھی میں عرض کرنا چاہوں گا۔ صدر صاحب نے مالی، معاشی اور اقتصادی پالیسیوں کی دل کھول کر تعریف فرمائی ہے اور اس کے ساتھ ہی فرمادیا ہے کہ افراط زر کی شرح ملک میں ۱۲ء۷ ہے ۱۰۳۰۰۰۰ افراد بے روزگار ہیں۔ قومی دولت کا تعلیم پر ۲ء۲ خرچ ہو رہا ہے۔ خواندگی کی شرح ملک میں ۱۳ سے ۲۴ فیصد تک ہے جو ایشیاء میں سب سے کم ہے۔ ۲۱۲۷ افراد کے لیے ایک ڈاکٹر ہے۔ ۲۲ فیصد آبادی کے علاقہ میں صفائی کا انتظام ہے اور جنابہ حیرت کی بات ہے صحت جیسے اہم شعبے پر صرف اعشاریہ ۸۵ فیصد خرچ ہو رہا ہے۔ یہ صحیح ہے۔ غالباً کسی صاحب نے تصحیح کی تھی۔ یحییٰ بختیار صاحب نے، کہ ۸۵ء فیصد صحت پر خرچ ہو رہا ہے۔ اگر اگر یہ اعداد و شمار درست تسلیم کر لئے جائیں تب بھی یہ سوچنا پڑتا ہے کہ اس قدر تشویش ناک صورت حال کے باوجود صدر مملکت موجودہ حکومت کو مسلسل شاباش دے رہے ہیں۔

صدر مملکت نے حکومت کی نج کاری کی پالیسی کی بھی تعریف کی ہے حالانکہ دیکھا جائے تو اس پالیسی سے صرف اور صرف سرمایہ دار طبقہ کو ہی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ غریبوں کو فائدہ پہنچنے کی بجائے ان پر مسائل اور مشکلات کا بوجھ بڑھ رہا ہے۔ صدر مملکت نے نج کاری کی پالیسی کا ذکر اپنے خطاب میں ایک سے زیادہ مرتبہ کیا ہے۔ اس معاملے کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی بجائے اس معزز ایوان کی توجہ صرف ایک نکتے کی جانب مبذول کروں

گا۔ میں نج کاری کے بارے میں تمام معاملات کا ذکر کرنے سے پہلے اتنا عرض کروں گا کہ آپ کی توجہ اس وقت ایک نکتہ کی طرف دلاؤں گا۔ وہ یہ ہے کہ نجی کاری کی پالیسی اور طریقہ کار پر بغیر کسی ٹھوس منصوبہ بندی کے عمل ہو رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ نجی شعبے کے حوالے کئے جانے والے صنعتی اور مالیاتی اداروں پر عوام اعتماد کم ہو رہا ہے اور ان اداروں کے ملازمین میں عدم تحفظ اور بے چینی بڑھ رہی ہے۔ جناب والا! کوئی کام بھی اس صورت میں خراب ہو جاتا ہے جب اس کی صحیح منصوبہ بندی نہ کی گئی ہو اور اسے صحیح طریقہ سے نہ کیا جائے۔ سابقہ حکومتوں کے دور میں اکثر صنعتیں سرکاری شعبے میں تھیں۔ اور اب جبکہ بلا سوچے سمجھے تھوک کے حساب سے صنعتیں نجی شعبے کے حوالے کی جا رہی ہیں اور صنعتوں کے لئے کراچی اور پنجاب کے علاقوں پر ہی توجہ دی جا رہی ہے اور ملک کے دوسرے علاقوں میں صنعتوں کے پھیلانے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ خاص طور پر بلوچستان کی طرف قطعاً توجہ نہیں دی گئی۔ وہاں دو ٹیکسٹائل ملیں تھیں جو ایران کے تعاون سے قائم ہوئی تھیں وہ بھی عرصہ دراز سے بند پڑی ہوئی ہیں۔ آج کے اخبارات میں دیکھا ہے کہ شاید حکومت ایران اس میں کچھ پیش رفت فرما رہی ہے اور امداد کر رہی ہے کہ یہ چل جائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہو جائے اور یہ ملیں جو بند پڑی ہیں وہ دوبارہ کھل جائیں۔ بلوچستان کے علاقے حب میں یقیناً صنعتیں ہیں اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان سے بلوچستان کو مستفید کیا جا رہا ہے بلکہ کراچی کے لوگوں کو ہی مستفید کرنے کے لیے یہاں صنعتیں قائم کی گئی ہیں کیونکہ یہ علاقہ کراچی کے نزدیک ہے۔

صدر نے اپنے خطاب میں خارجہ پالیسی کے چند پہلوؤں کا ذکر کیا ہے۔ کاش! وہ اس پالیسی کے دوسرے اہم پہلوؤں پر بھی اظہار خیال فرماتے تو پورے تناظر میں خارجہ پالیسی سمجھنے میں مدد ملتی۔ جناب والا! ہم تو سمجھتے ہیں کہ ہماری غیر موثر خارجہ پالیسی کے باعث ملک کا وقار متاثر ہو رہا ہے۔ بیرونی مداخلت کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ بھارت اور اسرائیل کے قریبی تعلقات کی وجہ سے پاکستان کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ آئی ایم ایف کی کڑی شرائط کو

من و عن تسلیم کر کے رہی سہی خود مختار حیثیت بھی کھو چکے ہیں۔ تیزی سے بدلتی ہوئی عالمی صورت حال کا ہمارے ارباب اختیار کو کوئی ادراک نہیں ہے۔ جناب، ہم سمجھتے ہیں کہ ہم یکتہ اور تنہا رہ گئے ہیں۔ ہمارا اور ہمارے ملک کا میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کوئی بھی دوست نہیں۔

جناب چیئرمین صاحبہ! البتہ صدر صاحب نے افغان مسئلہ کا ذکر تفصیل سے فرمایا ہے۔ صدر کے خطاب کے بعد افغان مسئلے کے حل کے سلسلے میں کافی پیش رفت ہوئی ہے جو کہ خوش آئند ہے اور اب ایک تجویز سامنے آئی ہے کہ لوئے جرگہ بلا کر اس مسئلہ کو حل کیا جائے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ تجویز مثبت ثابت ہو گی اور انشاء اللہ مستقبل قریب میں افغانستان میں امن ہو جائے گا اور وہاں افغانوں کی اپنی حکومت ہو گی۔ انشاءاللہ۔

جناب والا! آج کل ملک کے اندر نہایت ہی شدت سے ایک نئے سوشل کنٹریکٹ کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ اس میں بعض سیاسی عمائدین نے اپنے خیالات کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ ہمیں مرکز اور صوبوں اور مختلف قومیتوں کے باہمی تعلقات کا از سر نو تعین کرنا چاہیے۔ موجودہ سیاسی حالات کے پیش نظر مرکز اور صوبوں کے درمیان پائے جانے والے توازن پر از سر نو غور کرنے کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ آج کے حکمران تقاضائے وقت کو سمجھیں گے اور اس پر توجہ دیں گے۔ جناب والا! ہماری پارٹی کا نکتہ نظر یہ ہے بلکہ ہمارے آئین و منشور کا حصہ ہے کہ وفاق کے پاس صرف چار محکمے ہوں اور باقی تمام محکمے اور اختیارات صوبوں کو دیئے جائیں۔ وہ چار محکمے یہ ہیں۔ (۱) دفاع۔ (۲) خارجہ امور۔ (۳) کرنسی اور (۴) مواصلات۔

جناب والا! ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ پاکستان اس صورت میں زیادہ مضبوط اور مستحکم ملک بن سکتا ہے جب کہ اس کے وفاقی یونٹ زیادہ با اختیار ہوں گے۔ صوبوں کو زیادہ اختیارات دینے کے لئے آہین میں ترمیم کی ضرورت ہے اور ایسی ترمیم باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ متفقہ طور پر لائی جاسکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تقاضائے وقت ہے کہ ہم اس طرف توجہ دیں اور اپنے ملک کو آگے بڑھائیں۔ بہت شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بہت شکریہ۔ حافظ حسین احمد صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

حافظ حسین احمد : محترمہ شکریہ۔ میں اپنے محترم دوست میر عبدالجبار صاحب کی تقریر میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ جے یو آئی یہاں پر اپوزیشن میں ہے اور بلوچستان میں آئی جے آئی کے ساتھ حکومت میں ہے۔ یہ ان کا نقطہ نظر ہے لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں ایک مخلوط حکومت ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جام محمد یوسف صاحب جو وفاقی وزیر ہیں اور اس دور میں بلوچستان آئی جے آئی کے پارلیمانی لیڈر تھے انہوں نے ایک بیان دیا ہے کہ ہم بلوچستان میں مخلوط حکومت کے خلاف عدم اعتماد کریں گے۔ یہ ہمارے اس موقف کی تائید ہے کہ وہاں پر مخلوط حکومت ہے اور آئی جے آئی کی حکومت نہیں ہے۔ اگر وہاں آئی جے آئی کی حکومت ہوتی تو وفاقی وزیر جام یوسف صاحب اپنی ہی حکومت کے خلاف عدم اعتماد پیش کرنے کی دھمکی نہ دیتے۔ اس کے ساتھ ساتھ عرض ہے کہ جمہوری وطن پارٹی، جس کے بارے میں خوشی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ اپوزیشن میں ہے۔ لیکن جن سیٹوں پر ہم آئے ہیں ہم اور پختون خواہ دونوں ہی اپنی ہی پارٹی کے بیس پر یہاں آئے ہیں جب کہ ۱۹۹۰ء کے انتخابات میں جمہوری وطن پارٹی اور آئی جے آئی نے مشترکہ الیکشن مہم چلائی تھی اور ان کے درمیان انتخابی اتحاد تھا اور اس کے بعد انہوں نے مخلوط حکومت بنانے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لئے چوہدری شجاعت صاحب وہاں تشریف لائے۔ یہ تو نظریہ ضرورت کے تحت ہم نے جمالی صاحب کو وزیر اعلیٰ بنایا ہے، ایسی بات نہیں ہے جو انہوں نے فرمایا ہے۔ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں آئی جے آئی کی حکومت نہیں بلکہ مخلوط حکومت ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی۔

The House is adjourned to meet again at 10.00 a.m. tomorrow,

لیکن کل legislation ہو گی Presidential Address پر debate جو ہو گی اب سوموار ہو گی کل legislation ہو گی اور پرسوں بھی قانون سازی ہو گی اور Sunday کو Private Members Day ہو گا۔

Thank you.

[The House then adjourned to meet again at ten O'clock in the morning on Wednesday, March 11,1992).]

PCPPI—492(96) Senate—15-3-2000—150.